فاتحہ کا صحیح طریقہ

ایصال ثواب فاتحہ اور نذر و نیاز کا مستند اسلامی
طریقہ قرآن اور حدیث کی روشنی میں

مؤلفہ

مولانا قاضی سید محمد اسماعیل

مکتبۂ خلیل
یوسف مارکیٹ غزنی سٹریٹ اردو بازار لاہور
فون: 7321118

وَلْتَكُنْ مِّنْكُمْ اُمَّةٌ يَّدْعُوْنَ اِلَى الْخَيْرِ

اور ایک جماعت تم میں سے ایسی ہونا ضروری ہے جو بھلائی کی طرف بلایا کرے

فاتحہ کا صحیح طریقہ

ایصالِ ثواب، فاتحہ اور نذر و نیاز کا مستند

اسلامی طریقہ

کتاب و سنّت کی روشنی میں

مؤلفہ

مولانا قاضی سیّد محمد اسماعیل پنگنوری

ناشر

مکتبہ خلیل یوسف مارکیٹ غزنی سٹریٹ اُردو بازار لاہور

نمبر

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

پیش لفظ

یَاۤاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوا ادْخُلُوْا فِی السِّلْمِ کَآفَّۃً وَّلَا تَتَّبِعُوْا خُطُوٰتِ الشَّیْطٰنِ اِنَّہٗ لَکُمْ عَدُوٌّ مُّبِیْنٌ۔ (سورہ بقرہ ع ۲۵)

اے ایمان والو! اسلام میں پورے پورے داخل ہو جاؤ اور شیطان کی پیروی نہ کرو وہ تمہارا کھلا دشمن ہے۔

حمدِ خدا اور نعتِ محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم کے بعد برادرانِ اسلام کو معلوم ہو دے کہ اللہ تعالیٰ کا ہم پر یہ بھی ایک بڑا احسان ہے کہ ہمارے نیک کاموں کا ثواب اپنے ماں باپ اور بزرگانِ دین وغیرہ کو بخشنے کی اجازت دیکر ہمیں سرفراز فرمایا۔

مگر عام مسلمان، مرد وعورت شریعت کی رو سے اپنا ثواب دوسروں کو پہنچانے کا طریقہ نہ جاننے کے سبب مروجہ فاتحہ بے شرع نذر و نیاز اور خرافاتی عرس ومحرم کے بے فائدہ بکھیڑوں میں وقت اور مال برباد کرکے گناہ مول لیتے ہیں۔

اس لئے کتاب وسنت کی روشنی میں قومی اصلاح کے خیال سے جناب مولانا شاہ عبدالعزیز صاحب محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ، مولانا شاہ عبدالحیؒ لکھنوی، مولانا شاہ اشرف علی صاحب تھانویؒ، مولانا شاہ عبدالحیؒ منگلوریؒ اور بریلوی حضرات وغیرہ کی کتب اور فتوؤں سے اس کتاب میں ایصالِ ثواب یعنی فاتحہ اور نذر و نیاز کا صحیح طریقہ

اور وسیلہ وغیرہ کے ضروری مسائل لکھے گئے ہیں، اور مشہور و معروف حنفی علماءِ دین کی منظوری کے بعد شائع کی گئی ہے۔ میرا روئے سخن کسی ایک افراد یا جماعت کی طرف نہیں بلکہ ان تمام مسلمانوں کی طرف ہے جو ہندوستان اور پاکستان میں غیر اسلامی رسوم اور بدعتی رواجوں کو دین کا کام سمجھ کر کرتے ہیں۔

ناظرین کرام! دین پرور اہلِ اسلام معزز واعظین و مدرسین، پیش امام اور مؤذن صاحبان وغیرہ سے قوی امید ہے کہ اس کتاب کی اشاعت سے عوام کو فاتحہ اور نذر و نیاز وغیرہ کا صحیح طریقہ بتاکر ثوابِ دارین حاصل کریں گے اور ہمارے لئے بھی دعائے خیر فرمائیں گے آخر میں دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ اس کتاب کو دنیا میں قبولیت و نافعیت عطا فرمائے اور آخرت میں اس کو میرے لئے ذریعۂ مغفرت و رحمت بنائے اور میرے مرحوم والدین ماجدین اور میرے تمام دینی مربیوں اور محسنوں، اور رفقاء کار کے حسنات میں اس کتاب کو بھی شامل فرمائے۔

وَمَا هُوَ عَلَيْهِ بِعَزِيْز۔

خادم قوم خاکسار
قاضی سید اسماعیل عفا اللہ عنہ
بنگلوری

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

نَحْمَدُہٗ وَنُصَلِّیْ عَلٰی رَسُوْلِہِ الْکَرِیْم

قابلِ قدر علماءِ دین کی تقاریظ

اپنی اصلی شکل وصورت میں پوری پوری درج ذیل ہیں

ارشاد قطبِ عالم شیخ الاسلام عَرَب و عجم حضرت مولانا شاہ سید حسین احمد صاحب مدنی رحمۃ اللہ علیہ

حَامِدًا وَّمُصَلِّیًا۔ اَمَّا بَعْدُ! میں نے جناب قاضی سید اسماعیل صاحب پنگنوری زید مجدہم کا رسالہ "فاتحہ کا صحیح طریقہ" ابتداء سے اخیر تک دیکھا ماشاء اللہ نہایت مفید اور صحیح مضامین پر مشتمل ہے۔ اس میں مسلمانوں کی اصلاح کی پوری پوری جدوجہد نہایت عمدہ طریقہ پر کی گئی ہے مسلمانوں کو اس پر عمل کرنا چاہئے اور غلط کاریوں سے احتراز کرنا چاہئے۔ میں قاضی صاحب کے لئے دعا کرتا ہوں، اللہ تعالیٰ ان کی اس تصنیف کو قبول فرمائے اور ان کو جزائے خیر دے اور عام مسلمانوں کو اس پر عمل کرنے کی توفیق عطا کرے آمین۔

ننگِ اسلاف ــــ حسین احمد غفرلہٗ صدر مدرس دارالعلوم دیوبند ذی الحجہ ۱۳۷۶ھ

عَلّامۂ زمان مفتی اعظم حضرت محمد کفایت اللہ صاحب مدرسہ امینیہ دہلی

جناب قاضی سید اسماعیل صاحب نے مسلمانوں کو بدعت سے بچانے اور راہِ راست پر قائم رکھنے کے لئے یہ رسالہ تحریر فرمایا ہے۔

اللہ تعالیٰ ان کو اس کارِ خیر کی جزائے کامل عطا فرمائے اور مسلمانوں کو راہِ حق پر چلنے کی نیک توفیق دے۔ آمین۔

محمد کفایت اللہ کان اللہ لہٗ

ذی الحجہ ۱۳۷۱ھ

حضرت مولانا مولوی مفتی اعظم محمد شفیع صاحب صدر مجلسِ منتظمہ دار العلوم کراچی

احقر نے جناب قاضی سید اسمٰعیل صاحب کا رسالہ "فاتحہ کا صحیح طریقہ" پورا دیکھا مروجہ بدعات کی اصلاح اور صحیح مسائل کے بیان میں اچھا رسالہ ہے اللہ تعالیٰ قبول فرمائے۔ مسلمانوں کے لئے نافع و مفید بنائے اور مصنف کو دارین میں جزائے خیر عطا فرمائے۔

بندہ محمد شفیع عفا اللہ عنہ کراچی

۳ رجب ۱۳۷۷ھ

حکیم الاسلام مولانا الحاج قاری محمد طیب صاحب مہتمم دار العلوم دیوبند

رسالہ "فاتحہ کا صحیح طریقہ" عمدہ اضافوں اور حسنِ طباعت و کتابت کے ساتھ پہنچا میں علالت کی وجہ سے مختصر شکریہ اور دعائے خیر پر ختم کرتا ہوں۔

والسلام

محمد طیب غفرلہٗ

۲۴/۷
۱۳۷۸ھ

چند اکابر علماء کے اسمائے گرامی جنھوں نے اس کتاب پر اعتماد کا اظہار کیا اور گرانقدر تقاریظ سے نوازا

(۱) ۔ مولانا مفتی مظفر حسین صاحب مدرسہ مظاہر علوم سہارنپور۔

(۲) ۔ مولانا مفتی سید مہدی حسن صاحب مفتیٔ اعظم دارالعلوم دیوبند۔

(۳) ۔ مجاہدِ ملت مولانا حفظ الرحمٰن صاحب سابق ناظم اعلیٰ جمعیۃ علماء ہند۔

(۴) ۔ مولانا حاجی عبدالغفور صاحب مفسرِ قرآن بزبان تلنگی کھسم کرنول۔

(۵) ۔ مولانا مفتی حاجی محمد حبیب اللہ صاحب گورنمنٹ سر قاضی ۔مدراس۔

(۶) ۔ جامع شریعت وطریقت جناب مولانا حاجی سید قادر علی بادشاہ صاحب آستانۂ شہمیری کڑپہ۔

(۷) ۔ افضل العلماء مولانا الحاج سید عبدالوہاب صاحب ایم۔اے۔ایل۔ٹی۔ پرنسپل نیو کالج مدراس۔

(۸) ۔ مولانا مولوی شیخ آدم صاحب مفتی مدرسہ باقیات صالحات ویلور۔

(۹) ۔ مولانا الحاج حافظ ابوالسعود احمد صاحب مہتمم دارالعلوم سبیل الرشاد بنگلور ۶۔

(۱۰) ۔ عمدۃ العلماء حضرت مولانا مولوی مفتی حاجی عبدالمجید خاں صاحب بنگنوری

(۱۱) ۔ مولانا مولوی سید سلطان محی الدین صاحب بہمنی مدیر ہفتہ وار اخبار "امام" مدراس۔

(۱۲) ۔ حضرت مولانا مولوی محمود حسن صاحب مدنی۔

(۱۳) ۔ مولانا نثار احمد صاحب دارالعلوم بیارم پیٹ (فاضل دیوبند)

(۱۴) - حضرت خواجہ محمد بشیر احمد صاحب پیارم پیٹ (خلیفہ شیخ الاسلام مدنیؒ)
(۱۵) - مولانا مولوی حاجی محمد عمر صاحب رحمۃ اللہ علیہ بنگلوری
(۱۶) - مولانا مولوی مرزا راز دار بیگ صاحب کامل (کامل جامعہ نظامیہ حیدر آباد دکن)
(۱۷) - مولانا مولوی مفتی ابو الکمال محمد حبیب اللہ صاحب باقوی ندوی۔
(۱۸) - مولانا مولوی واعظ حافظ ابو السلام صاحب فاروقی میرٹھ۔
(۱۹) - حاجی سید عبد القادر صاحب مدرسہ انوار الاسلام کولار۔
(۲۰) - مولانا مولوی عامر عثمانی صاحب مدیر ماہنامہ "تجلی" دیوبند۔
(۲۱) - مولانا مولوی ابو الناصر ذاکر حسن صاحب عبیدی مظاہری مفسر قرآن بنگلور۔
(۲۲) - مولانا مولوی عبد المتین صاحب مظاہری صدر مدرس مدرسہ اشرفیہ بنگلور۔
(۲۳) - مولانا مولوی ابو صالح محمد عبد الجمیل صاحب خطیب لال مسجد و مدیر ہفتہ دار "روشنی" بنگلور۔
(۲۴) - مولانا مولوی قاضی احمد صاحب قاسمی خطیب جامع مسجد بنگلور۔
(۲۵) - مولانا مولوی محمد یحییٰ صاحب بانی و معتمد مدرسہ اشرفیہ بنگلور۔
(۲۶) - مولانا مولوی محمد عبید اللہ صاحب ربانی عمری مدرسہ محمدیہ بنگلور۔
(۲۷) - مولانا مولوی حافظ محمد ظہور عالم صاحب چشتی بہار۔
(۲۸) - مولانا مولوی حافظ عبد الحفیظ صاحب بھوپال۔
(۲۹) - مولانا مولوی سید ابو الفیض شاہ محی الدین قادری سردری سرپرست ماہنامہ "ذاکر" بنگلور۔

(۲۰) ۔ مولانا مولوی ارشاد احمد صاحبؒ مبلغ دارالعلوم دیوبند۔

(۲۱) ۔ واعظ خوش بیان جناب قاری سید ودود الحق صاحب ندوی لکھنوی

(۲۲) ۔ مولانا مولوی عبدالرحیم صاحب فیضی خطیب مسجد ابراہیم شاہ کمارپیٹ بنگلور سٹی۔

(۲۳) ۔ مولانا مولوی محمد عثمان صاحب کامل نظامیہ (فاضل دیوبند) نائب شیخ التفسیر جامعہ نظامیہ حیدرآباد دکن۔

(۲۴) ۔ مولانا مولوی ابو تمیم محمدی صاحب صدر ادارۂ اہلِ حدیث حیدرآباد دکن۔

(۲۵) ۔ مولانا مولوی فضل اللہ صاحب سابق پروفیسر جامعہ عثمانیہ حیدرآباد دکن۔

(۲۶) ۔ مولانا مولوی محبوب الحسن صاحب (کامل شعبہ حدیث) سابق لکچرار اورنگ آباد کالج حیدرآباد دکن۔

(۲۷) ۔ مولانا ابو المعارف محمد یوسف علی صاحب خادم ہتنوری۔

(۲۸) ۔ مولوی سید احتشام الدین صاحب ہاشمی خلف مولانا میر امام الدین صاحب خلیفہ حضرت تھانویؒ جدید ملک پیٹھ۔

(۲۹) ۔ مولانا مولوی ضمیر الدین صاحب موسیٰ رام باغ

(۳۰) ۔ مولانا عظیم الدین صاحب ساکن مشیرآباد۔

(۳۱) ۔ حافظ مولوی احمد اللہ صاحب بجنوری سابق مدرس مظاہر العلوم سہارنپور

چند اخبارات و رسائل جنہوں نے اسکی افادیت پر تبصرہ کیا ہے:۔

(۱) اخبار الجمعیۃ دہلی مورخہ ۲۹ ۵/۴۴ء (۲)۔ رسالہ فاران کراچی جولائی ۱۹۵۹ء

(۳)۔ رسالہ الحرم میرٹھ اپریل ۱۹۵۹ء (۴)۔ رسالہ تجلی دیوبند فروری و مارچ ۱۹۵۹ء

(۵)۔ اخبار دعوت دہلی اکتوبر ۱۹۵۹ء (۶)۔ ہفتہ وار روشنی بنگلور مارچ ۱۹۵۹ء

(۷)۔ ماہنامہ الفرقان لکھنؤ محرم ۱۳۸۰ء

ہندوستان و پاکستان میں کتاب کی مقبولیت

برادرانِ اسلام پر واضح ہو کہ بحمد اللہ حضرت شیخ الاسلام مولانا سیّد حسین احمد صاحب مدنی رح، حضرت مولانا مفتی محمد کفایت اللہ صاحبؒ (مفتیٔ اعظم ہند) حضرت مولانا محمد شفیع صاحب (مفتیٔ اعظم پاکستان) و دیگر جلیل القدر علماء کرام کی تقاریظ اور اخبارات و رسائل کے تبصروں کے بعد اس کتاب کو مزید شہرت و تقویت حاصل ہوئی۔ الحمد للہ علی ذالک۔

مدراس۔ میسور، حیدرآباد دکن، آندھرا، بمبئی، مدھیہ پردیش، اتر پردیش، بنگال، آسام، پنجاب، کشمیر کے علاوہ پاکستان، برما، سیلون، وغیرہ ممالک کے مختلف مقامات سے کتاب کی مانگ زیادہ ہے۔ بارہا کتاب کا طبع ہونا اس کی مقبولیت کی کھلی دلیل ہے۔

خیر خواہانِ قوم سے التماس ہے کہ اس کتاب کو زیادہ سے زیادہ طلب کر کے عوام کے فائدے کے لئے مفت تقسیم فرمائیں تو عین نوازش ہوگی، اور دین پروری ہوگی۔

مؤلف

بدعت کی حقیقت کیا ہے

سوال :- بدعت کسے کہتے ہیں، اس کے کرنے سے کیا نقصان ہے ؟

جواب :- قرآن و حدیث اور فقہ کے مکمّل قانونِ شرع میں نئے کام یا نئے عقیدے داخل کرنے کو بدعت کہتے ہیں، یعنی ہر ایک جائز یا مستحب کام میں حدودِ شرع کے خلاف اپنی طرف سے گھڑے ہوئے طریقوں کو ثواب کا کام سمجھ کر کرنا اور جزو دین بنا لینا بدعت ہے۔

بدعت ظاہر میں اندرائن کے پھل کی طرح عوام کو بھی معلوم ہوتی ہے مگر اصل میں دین کی دشمن ہے۔ قاتل سنّت ہے، جہاں ایک بدعت پیدا ہوتی ہے وہاں ایک سنّت ماری جاتی ہے، بدعت سنّت کی ضد ہے۔

اس لئے ہمارے پیغمبر حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلّم فرماتے ہیں :

كُلُّ بِدْعَةٍ ضَلَالَةٌ وَكُلُّ ضَلَالَةٍ فِي النَّارِ۔	یعنی ہر ایک بدعت گمراہی ہے اور ہر گمراہی دوزخ میں لے جانے والی ہے۔
(صحیح مسلم)	

صحیح بخاری میں حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ فرمایا حضرت محمد صلّی اللہ علیہ وسلّم نے جو شخص ہمارے دین میں ایسی نئی بات نکالے جو دین میں نہ ہو وہ مردود ہے۔ حضرت عمر فاروق رض حضرت عبداللہ ابن مسعود رض سے روایت کرتے ہیں کہ ہر نیا طریقہ بدعت ہے،

اور بدعت جہنّم ہے، اور حضرت عبداللہ ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے ہی روایت ہے کہ لوگو! بدعت اختیار نہ کرو اور عبادت میں خلافِ سنّت مبالغہ نہ کرو، حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ فرمایا حضور صلّی اللہ علیہ وسلّم نے خدا کی قسم آئندہ زمانے میں بدعتیں پھیل کر اس طرح جڑ پکڑ جائیں گی کہ اگر کوئی شخص کسی بدعت کو ترک کرے گا تو لوگ کہیں گے کہ تم نے سنّت کو چھوڑ دیا۔ حضرت عبداللہ ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آئندہ لوگ بدعتوں کو زندہ کریں گے اور سنّتوں کو مُردہ کرتے جائیں گے اور حضرت حسن بصریؒ فرماتے ہیں کہ تم بدعتی کے پاس نہ بیٹھو وہ تمہارے دلوں کو بیمار کر دے گا۔

اور حضرت عائشہ صدّیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ جو شخص بدعتی کے پاس گیا اور اس کی تعظیم کی تو گویا اُس نے اسلام کو گرا دینے میں اس کی مدد کی۔

حضرت عمرو شیبانی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ بدعتی کو توبہ نصیب نہیں ہوتی کیونکہ وہ بدعت کو گناہ نہیں سمجھتا۔ آنحضرت صلّی اللہ علیہ وسلّم نے سچ فرمایا کہ آدمی کو جب کسی شئے سے محبّت ہو جاتی ہے تو اسے اندھا و بہرا کر دیتی ہے کہ حق و باطل کی اس کو تمیز نہیں رہتی۔

حضرت حسن بصریؒ سے روایت ہے کہ تم پل صراط سے جلد گزر کر جنّت میں ہونا چاہو تو اللہ کے دین میں کوئی بدعت پیدا نہ کرو۔

صحیح مسلم میں حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ جو شخص راہِ سنّت بتائے اس پر عمل کرنے والوں کا ثواب اُس کو بھی ملتا رہے گا اور جو شخص راہِ بد بتائے، گمراہ بدعت کی دعوت دے اس پر عمل کرنے

والوں کا گناہ اس پر بھی ہوتا رہے گا۔ (صحیح مسلم)

حضرت معاذ ابن جبل رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جب کہیں میری اُمّت میں بدعت پیدا ہو جائے اور اس وقت کے علم والے اس کو نہ رد کیں تو ان پر اللہ کی، فرشتوں کی، انسانوں کی لعنت ہو گی۔ (مسلم)

بدعت سے بچنے اور سنّت پر قائم رہنے والوں کو سو شہیدوں کا ثواب ملے گا۔ (مسلم)

بدعت اور بدعتی کی برائی میں حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی بے حساب احادیث اکثر کتب میں منقول ہیں۔ اس لئے ہم کو بدعتی کاموں سے بچنا واجب ہے اور دوسروں کو بچانا بڑے ثواب کا کام ہے، آج کل کی بدعتی باتوں کو حسنہ کہنا پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کی مستند حدیث "کُلُّ بِدْعَۃٍ ضَلَالَۃٌ" کا گلا گھونٹنا اور عوام کو مغالطہ میں ڈالنا ہے۔

بعض گندم نما جو فروش علماء بے سند روایات اور ناقابلِ قبول قیاس آرائیوں سے بدعتی باتوں کی بے جا تائید میں گمراہ کرنے والی تقریروں اور تحریروں سے صفحے سیاہ کر کے عوام کے ذریعے دین میں فساد پھیلانا چاہتے ہیں، ان کے اقوال و افعال شریعت کی کسوٹی پر بالکل کھوٹے غلط ناقابلِ عمل نکلتے ہیں، ایسے دھوکہ بازوں کے مکر و فریب سے بہت بچنا چاہئے۔ اللہ تعالیٰ سورۂ توبہ میں فرماتے ہیں کہ اے ایمان والو! بہت سے عالم اور مشائخ ناجائز طریقہ سے لوگوں کا مال کھاجاتے ہیں اور لوگوں کو اللہ کے راستے سے روک

دیتے ہیں ان سے بچو، اور حضرت مولانا رومؒ فرماتے ہیں کہ بہت سے ابلیس انسان کی شکل و صورت میں ہیں ان کے مرید نہ بنو۔ ان کی باتوں کو نہ سنو۔

جناب مولانا مولوی احمد رضا خاں صاحب بریلی کا ارشاد

(۱) جو بات رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وخلفائے راشدین اور احکامِ فقہ کے خلاف نکلی ہو وہ نئی بات بدعت ہے اس سے بچنا چاہئے حکم حدیث و فقہ کے آڑے رہنا مسلمانوں کو ہرگز نہ چاہئے۔

از احکامِ شریعت صؔ ۱۳۲

(۲) بدعتی بد مذہب کتا ہے بلکہ کتے سے بدتر و ناپاک تر ہے، کتا فاسق نہیں، بدعتی فاسق ہے، کتے پر عذاب نہیں، بدعتی عذابِ شدید کا مستحق ہے، میری نہ مانو، سید المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیث مانو، ابو حاتم خزاعیؒ، ابوامامہ باہلیؓ سے راوی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ اَصْحَابُ البِدَاعِ كِلَابُ اَهْلِ النَّارِ۔ یعنی بدعتی دوزخیوں کے کتے ہیں۔

(از فتاویٰ افریقہ صؔ ۱۰۴)

(مولوی احمد رضا خاں صاحب بریلویؒ)

فاتحہ کا صحیح طریقہ

سوال :۔ فاتحہ کسے کہتے ہیں ؟ اور فاتحہ کا درجہ کیا ہے ؟

جواب :۔ عرف اور لغات میں ایصالِ ثواب کو فاتحہ کہتے ہیں۔ مردوں کو ثواب پہونچانا احادیث سے ثابت ہے کوئی مسلمان اس کا انکار نہیں کرسکتا اور عام عرف میں ثواب رسانی کی دعا کو فاتحہ کا درجہ کہا جاتا ہے۔

سوال :۔ ہم کن چیزوں اور کاموں کا ثواب بخش سکتے ہیں ؟

جواب :۔ ہمارے حنفی مذہب میں حلال مال صدقہ خیرات کرنے کا اور نماز روزے کا اور قرآن شریف وغیرہ پڑھنے کا اور ہر ایک نیک کام کا ثواب مالی ہو یا بدنی بخش سکتے ہیں۔

سوال :۔ فاتحہ سے کیا فائدہ ہے ؟

جواب :۔ مردے ہمارے ثواب کے منتظر رہتے ہیں انکو ثواب پہنچانے سے بفضل تعالیٰ قبر میں عذاب کم ہوتا ہے یا بخشش ہو جاتی ہے ان کو راحت ملتی ہے درجے بلند ہوتے ہیں۔ وہ بہت خوش ہوتے ہیں، مردوں کی زندگی کا حال خدا ہی خوب جانتا ہے۔

سوال :۔ کیا پیغمبر، نبی، ولی، شہید بھی ثواب کے منتظر رہتے ہیں ؟

جواب :۔ بفضل خداوہ خداوند تعالیٰ کے فرماں بردار پیارے بندے جنتی ہیں، قبر میں بھی خدا کی نعمتوں سے سرفراز ہیں بے فکر ہیں، ہم گناہ گاروں کے بڑے سے بڑے اور سب سے بہتر ثواب سے بھی اُن کے درجے اور مرتبے بہت بلند ہیں، وہ ہمارے ثواب کے منتظر نہیں مگر ان کو بھی

ثواب پہنچانا فائدے سے خالی نہیں ہماری بہتری کا باعث ہے۔

سوال:۔ ثواب پہنچانا فرض ہے یا واجب؟ اگر نہ پہنچائیں تو گناہ ہوگا یا نہیں؟

جواب:۔ ثواب پہنچانا فرض یا واجب تو نہیں صرف مستحب ہے پہنچائیں تو ثواب ہوگا نہ پہنچائیں تو کچھ گناہ نہ ہوگا۔

سوال:۔ فاتحہ دینے کا صحیح طریقہ کیا ہے؟

جواب:۔ اپنی طاقت کے موافق حلال کمائی سے خدا کے نام پر پیسہ، روٹی کھانا، کپڑا، اناج وغیرہ بغیر تعین و بلا پابندی رسم رواج پہلے غرباء و مستحقین میں خیرات کر دینے کے بعد یا نماز روزہ ادا کر دینے کے بعد اس طرح نیّت یا دعا کرو کہ یا اللہ اس نیک کام کا ثواب میری طرف سے حضرت محمّد صلّی اللہ علیہ وسلم کو پہنچا دے یا حضرت امام حسنؓ یا حسینؓ کو یا محبوب سبحانیؒ کو یا فلاں ولی کو، یا میرے ماں باپ کو یا فلاں رشتہ دار کو پہنچا دے۔ تم جن کو ثواب پہنچانے کی نیت یا دعا کروگے وہ ثواب اللہ تعالیٰ ان کو پہنچا دے گا (اس طرح نیت یا دعا کرنے کو عوام فاتحہ کا درجہ کہتے ہیں، آسانی کے لئے اردو میں لکھا گیا ہے)

سوال:۔ قرآن شریف وغیرہ پڑھ کر ثواب پہنچانے کا صحیح طریقہ کیا ہے۔

جواب:۔ بسم اللہ کے ساتھ سورۂ فاتحہ، قل اعوذ، سورۂ اخلاص، سورۂ کافرون سورۂ بقرہ کی اوّل و آخر آیات، آیت الکرسی، سورۂ ملک، سورۂ یٰسین وغیرہ یا اللہ کے ناموں میں سے کوئی نام یا کلمۂ طیب، یا درود شریف کئی بار پڑھ کر اس طرح ثواب پہنچائیں۔ یا اللہ میرے اس نیک کام کا ثواب پیغمبرؐ کو یا فلاں ولی کو یا فلاں شخص کو پہنچا دے۔ بس اللہ تعالیٰ پہنچا دے گا۔ ثواب رسانی کیلئے

عمل کے بعد اس طرح دعا کرنا یا صرف نیت کر لینا کافی ہے اس صحیح طریقہ سے ثواب حاصل ہوگا، تفصیلی مسائل آگے دیکھیں سمجھیں اور عمل کریں۔

ضروری مسائل

(دین کا ایک ایک مسئلہ سیکھنے اور سکھانے والوں کو سیکڑوں رکعت نفل نماز کا ثواب ملے گا۔

سوال:۔ فاتحہ کے لئے ہمیشہ فلاں فلاں سورۃ ہی پڑھنے کی شرط ہے یا نہیں؟

جواب:۔ شریعت میں اس طرح کی شرط یا حد مقرر نہیں، جو چاہے پڑھ کر بخشا جا سکتا ہے۔ قرآن شریف دیکھ یا زبانی جتنا زیادہ یا جتنے بار پڑھا جائے ہر حرف کے لئے دس۱۰ نیکیوں کا ثواب ملے گا۔

سوال:۔ عورت کا فاتحہ دینا درست ہے یا نہیں؟

جواب:۔ بے شک درست ہے، ہر ایک عورت اپنے نیک کام کا ثواب آپ خود دوسروں کو بخش سکتی ہے ملّا مؤذن کو بلانے اور انتظار کرنیکی تکلیف کی ضرورت نہیں، ہر عورت فاتحہ دے لیا کرے اور اپنی بیٹی بہو وغیرہ کو سکھا دیا کرے۔ اس میں بڑی بہتری ہے۔

سوال:۔ حیض و نفاس والی عورت فاتحہ کے روز اس گھر کے پکوان میں شریک ہو سکتی ہے یا نہیں؟

جواب:۔ بے شک وہ بھی شریک رہ سکتی ہے اور اپنی خیرات کا ثواب پہنچا سکتی ہے، ہندوؤں کی طرح اس گھر سے باہر چلے جانے کی ضرورت

نہیں۔ (دیکھو نورالایضاح اردو۔ رکن دین۔ بہشتی زیور وغیرہ)

سوال:۔ عادت ہے کہ ثواب رسانی کی چیزوں کا ثواب پہلے ایک آدمی کو بخش دیتے ہیں پھر ان ہی چیزوں کا ثواب پندرہ آدمیوں کے نام پر باری باری بخشا جاتا ہے ان سب کو ثواب ملتا ہے یا نہیں؟

جواب:۔ پچھلوں کو کچھ ثواب نہ ملے گا کیوں کہ پورا ثواب پہلے آدمی کو بخش دیا گیا ہے۔

سوال:۔ کوئی ثواب ایک ہی وقت کئی مردوں کے نام بخشے تو سب کو پورا پورا ثواب ملتا ہے یا نہیں؟

جواب:۔ حصّے کے برابر ہر ایک کو ضرور ملتا ہے۔ خدا چاہے تو پورا پورا ثواب بھی عطا فرمائے گا، اس کے خزانے میں کمی نہیں۔

سوال:۔ فاتحہ کے لئے لائی ہوئی مٹھائی یا پکائے ہوئے کھانے میں سے ہم خود گھر والے عورت، بچے بھی کھالیں تو کیسا ہے؟

جواب:۔ اس طرح خود کھا لینے کا ثواب نہ ملے گا۔ اس لئے جتنا ہو سکے غُربا کو کھلانے اور دینے کے بعد اس کا ثواب پہنچایا جائے۔

سوال:۔ کھانا کھانے یا شکر مٹھائی وغیرہ تقسیم کرنے کے پہلے ہی فاتحہ دے سکتے ہیں یا نہیں؟

جواب:۔ نہیں دے سکتے، خوب سمجھو فاتحہ کے معنیٰ ثواب پہنچانا ہے کھانا کھلانے یا دے دینے اور کوئی چیز تقسیم کر دینے کے بعد ہی اس کا ثواب ملتا ہے، ثواب ملنے سے پہلے دوسروں کو کیا بخشو گے؟ خود خیال کریں رواجی فاتحہ ہونے تک کھانے کھلانے سے رُکے رہنا غلطی ہے کھلانے اور دینے کے بعد ہی ثواب پہنچائیں یہی سیدھا طریقہ ہے کج روی اچھی نہیں (دیکھو

راہِ نجات، بہشتی زیور وغیرہ)
ضرورالمسلمین وغیرہ کتب میں لکھا ہوا ہے عربی فاتحہ کا پڑھنے والے مؤذن، چیزوں کو روبرو رکھ کر کھلائی اور پلائی ہوئی چیزوں کا ثواب پہنچانے کی طرح فعل ماضی کی دعا کرتے ہیں، عربی کا معنی و مطلب معلوم نہ ہونے کے سبب اپنے قول کے خلاف عوام کو گمراہ کرتے جاتے ہیں، بغیر تحقیق کے صرف دیکھا دیکھی یہ اندھی تقلید جاری ہے عقل مند اور علم والے حضرات عوام کو سمجھا کر سیدھا راستہ بتائیں۔

سوال:۔ فاتحہ کے لئے کھانے پینے کے برتن شکر مٹھائی پان پھول وغیرہ ایک جگہ رکھ کر آگ پر عود ڈال کر اس کے روبرو ادب سے کھڑے ہو کر سورۂ فاتحہ وغیرہ پڑھنا ضروری ہے یا نہیں؟

جواب:۔ یہ سب چیزیں غیر ضروری بلکہ بدعت ہیں، کھانے کپڑے وغیرہ کے خیرات کا ثواب جُدا ہے۔ پڑھنے کا ثواب جُدا ہے، کھانے پر پڑھنے کی ضرورت نہیں اور پڑھنے کے لئے کھانا وغیرہ روبرو ہونے کی ضرورت نہیں، اس لئے اسکو ضروری سمجھنا یا غیر ضروری سمجھتے ہوئے بھی کھانے وغیرہ پر فاتحہ پڑھنا بدعت ہے۔

جنان السیر کے مصنف مولوی عبدالحئیؒ تنبیہ العوام میں لکھتے ہیں کہ کھانا آگ وغیرہ روبرو رکھ کر فاتحہ پڑھنا ہندوؤں کے رسوم کی مشابہت ہے۔ اس سے بچنا چاہیئے اور حضرت شاہ امداد اللہ صاحب رحمتہ اللہ علیہ اپنے فیصلہ ہفت مسئلہ میں لکھتے ہیں کہ:۔

"فاتحہ میں عوام کے رسوم کا میں پابند نہیں ہوں"

اور بنگلور کے پیش امام حضرت محمد یوسف صاحب مبشر مرحوم اپنی کتاب

نصائحِ منظومہ کے ساتویں باب میں بدؔ جہلم وغیرہ کے رسمی فاتحہ کے لئے اقسام کی چیزوں کا سفرہ جمار کھنے کو ہنومان کی پوجا بتاتے ہیں اور ایسے فاتحہ کرنے والوں کو احمق بدعتی گناہ گار کہتے ہیں اور لکھا ہے بدعت پیغمبرؐ کی سنّت کے پائے کی کدالی ہے اور بدعتی اسلام سے خارج دوزخ کے کتے ہیں، بدعتی کی نماز روزہ خیرات وغیرہ قبول نہ ہوگی۔ تفصیل کے لئے کتاب دیکھیں اور بہت سی باتیں معلوم ہوں گی۔ مذکورہ ہندو مشابہت اور ہنومان پوجا کی طرح فاتحہ کے رسوم ادا کرنے کے لئے مسجد کے مُلّا مؤذن پیش امام سب سے اوّل سفرے کے روبرو باادب کھڑے رہ کر آگ پر عود ڈالتے ہوئے فرشتوں کے استاد کی طرح عوام کو بدعتی تعلیم و ترغیت دیتے رہیں تو قوم کب سدھرے گی؟ دیندار حضرات پہلے ان فاتحہ کے اجارہ داروں کو سیدھی راہ بتائیں۔

بعض لوگ فاتحہ مُروّجہ کے ثبوت میں فتاویٰ اوزجندی یا جزری از ملّا علی قاریؒ کا حوالہ دیکر ابوذر غفاریؓ و ابی الدّرداءؓ سے روایت بیان کرتے ہیں کہ حضرت محمّد مصطفٰے صلّی اللہ علیہ وسلّم نے اپنے فرزند سیّدنا ابراھیمؑ کی وفات کے تیسرے روز دودھ روٹی کھجور اپنے روبرو رکھ کر اس پر فاتحہ پڑھنے کے بعد صحابہ میں تقسیم فرمادیا۔ کیا یہ روایت صحیح ہے؟

جواب:۔ فتاویٰ اوزجندی یا جزری علامہ مُلّا علی قاریؒ حنفی کی کوئی کتاب ہی نہیں ہے جس میں یہ روایت درج ہو، دراصل یہ روایت (موضوع) جعلی بنائی ہوئی من گھڑت ہے صحاح ستّہ وغیرہ معتبر کتب احادیث میں اس روایت کا کہیں پتہ نہیں۔ لہذا ایسی گھڑی ہوئی روایت کا حضور صلّی اللہ علیہ وسلّم کی طرف منسوب کرنا حدیثِ ذیل کے مطابق کبیرہ گناہ ہے۔

مَنْ كَذَبَ عَلَيَّ مُتَعَمِّدًا فَلْيَتَبَوَّأْ مَقْعَدَهٗ مِنَ النَّارِ
(صحاح ستہ)

جس نے جان بوجھ کر میرے اوپر جھوٹ بولا (کہ فلاں بات حضورؐ نے بتائی ہے) تو اس نے اپنا ٹھکانہ جہنم میں بنالیا۔

فتاویٰ عبدالحئی لکھنویؒ، فتاویٰ دائم الدین احمد وغیرہ میں ہے۔ اور مفتیٔ اعظم محمد کفایت اللہ دہلویؒ لکھتے ہیں کہ یہ قصہ صحیح نہیں بالکل غلط سراپا جھوٹ پیغمبرؐ پر افترا بہتان اور گناہ ہے، کوئی دن مقرر کر کے کھانا یا شیرینی وغیرہ روبرو رکھ کر فاتحہ پڑھنا ہمارے پیغمبرؐ یا صحابہ کرامؓ یا امام اعظمؒ یا اجماعِ امت سے ثابت نہیں، خلافِ سنت قابلِ ترک بدعت ہے کسی کتاب میں لکھی ہوئی بے سند بات پر عمل کرنے کی ضرورت نہیں۔ صحیح کتب احادیث سے ثابت ہے کہ پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم مختلف موقعوں پر کھانے پینے کی چیزیں روبرو رکھ ان میں برکت کے لئے ہاتھ اٹھا کر خداوندکریم سے دعا فرماتے تو ان چیزوں میں اتنی برکت ہوتی کہ ہزاروں صحابہؓ کھاپی کر بقیہ رکھ لیتے۔ یہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے معجزات تھے ان برکت والی دعاؤں میں فاتحہ پڑھنے کا ذکر ہی نہیں ہے تو اس کو فاتحہ مروجہ کے ثبوت میں پیش کرنا (جو طفلانہ خیال ہے) ہرگز درست نہیں۔

بعض پیٹ پالو ملا حضرات اپنی پروہتی کے ذریعہ دسترخوان کی لذتوں کو قائم رکھنے کے لئے اس من گھڑت روایت کے رواج کو بحال رکھنے کی جان توڑ کوشش کرتے ہیں مگر ہندوستان و پاکستان کے بڑے بڑے محقق علمائے دین اور مکہ معظمہ، مدینہ منورہ کے مفتیانِ شرع متین نے اس جھوٹی روایت کی دھجیاں اڑادی ہیں۔

سوال :- فاتحہ کے وقت گھر لیپنے اور عود یا اگر بتی جلانے کی ضرورت ہے یا نہیں ؟

جواب :- جس گھر میں قرآن شریف یا نماز پڑھی جاتی ہے وہ گھر پاک ہے ، خاص کر فاتحہ کے لئے گھر لیپنے اور عود یا بتی جلانے کی شرط نہیں ہے ، تم جاتے جاتے راستے میں کسی فقیر کو کچھ خیرات کر کے یا کچھ پڑھ کر اُسی وقت جسے چاہو بخشو ، اللہ تعالیٰ وہ ثواب پہنچا دیتا ہے ، بس فاتحہ ہو گئی ۔ اسی طرح دوسرے نیک کاموں کا ثواب بھی بغیر عُود یا بتی جلانے کے بخشا جا سکتا ہے تکلیف کی ضرورت نہیں ۔ دین بہت آسان ہے ۔ "اَلدِّیْنُ یُسْرٌ" (حدیث) ترجمہ :- دین میں سہولت ہے ۔

سوال :- کسی بزرگ کی فاتحہ کے لئے ہمیشہ کسی خاص قسم کا کھانا مثلاً کھیر ، پوری ، کھچڑا ، روٹ ، چونگے ، موز ، ناریل ہی مقرر کرنا اور ہر سال ایک ہی مہینہ یا دن چہلم وغیرہ مقرر کرنا درست ہے یا نہیں ؟

جواب :- اس طرح مقرر کرنے کی ضرورت نہیں ، تم کو جس وقت جو ملے خدا کے نام پر خیرات کر کے اس کا ثواب بخشتے رہو ، دن ، مہینہ مقرر کرنا نام و نمود کی بدعتی رسم ہے ۔

سوال :- کسی کو دو چار روپے دیکر قرآن پڑھوا کر بخشوانا اور دعوت کھانے والوں کا فاتحہ پڑھنا کیسا ہے ؟

جواب :- ہرگز درست نہیں ، پیسے وغیرہ لے دے کر پڑھنے پڑھانے والوں کو کچھ ثواب نہیں ملتا ہے تو پھر میت کو کیوں کر ثواب پہنچے گا ؟ بہتر ہے کہ قرآن مجید خرید کر کسی پڑھنے والے غریب کو دے دو ، مسجد یا مدرسہ میں رکھ دو ، ہمیشہ پڑھنے کا ثواب پہنچتا رہے گا ، اور دعوت کھلانے والے

مالک کو ثواب رسانی حق ہے، کھانے والوں کو کیا حق ہے؟ کچھ بھی نہیں بعض رکابی ملاّ دعوت کھا کر ڈکارتے ہوئے مجلس میں اپنی جھوٹی شان جتانے کے لئے الفاتحہ پڑھتے پڑھاتے ہیں، یہ ان کی مکاری ہے۔" ثواب رسانی کی تلاوت قرآن مجید پر اجرت لینا، دینا دونوں حرام ہیں اس طرح قرآن پڑھنے سے ثواب کے بجائے الٹا عذاب ہوگا، (احکام شریعت ص۱۴۳ مولوی احمد رضاخاں بریلی)۔

کچھ لے کر قرآن مجید تلاوت کرنے میں کوئی ثواب ہی نہ ملے تو پھر میت کے لئے ثواب کا نام لیناہی غلط ہے بلکہ اجرت دینے لینے والے دونوں گنہگار قابلِ عذاب ہیں۔

(بہار شریعت جلد ۱۲ ص۲۳۹ مولوی امجدعلی بریلی)

سوال:- خیرات اور صدقات کا کھانا وغیرہ امیر وغریب کو کھلا سکتے ہیں یا نہیں؟

جواب:- صدقاتِ نافلہ کا کھانا امیر وغریب سب کو کھلا سکتے ہیں، مگر قابلِ رحم، اندھے، لنگڑے، لولے، معذور اور محتاجوں کا زیادہ خیال رکھنا چاہیئے۔ اگر نذر ومنّت کی چیزیں ہوں تو تونگروں کو کھانا درست نہیں۔" صدقہ واجبہ، زکوٰۃ، فطرہ وغیرہ غنی پر حرام ہے، اور میت کی طرف سے جو صدقہ ہو غنی کو نہ دے نہ لے، مُردے کا کھانا صرف فقراء کے لئے ہے۔

(احکامِ شریعت ص۸۸-۸۹ مولوی رضاخاں بریلی)

سوال:- ثواب رسانی کے لئے اور کوئی کام بھی کر سکتے ہیں، یا نہیں؟

جواب:- ہاں ضرور کر سکتے ہیں مثلاً مسجد، مدرسہ، مسافرخانہ بنانا

باؤلی کھُدوانا اس کی مرمّت کرانا، غریب کی شادی کرنا، یا اس کا قرض ادا کرنا، غریب یا مسافر کا کفن دفن کرنا، قرآن مجید اور دینی کتب خرید کر مفت تقسیم کرنا وغیرہ۔ ایسے نیک کاموں میں مدد کر کے اس کا ثواب پہنچائیں تو دین اور دنیا کا دُگنا نفع اور ہمیشہ کا ثواب ملتا رہے گا۔

سوال:۔ سود، سیندھی، شراب، گانجہ وغیرہ کے معاملہ سے یا جھوٹ چوری مکر و فریب کی کمائی سے خیرات کر کے فاتحہ دینا کیسا ہے؟

جواب:۔ قرآن و حدیث سے ایسا معاملہ اور کمائی سخت حرام ہے اور حرام چیز خیرات کر کے ثواب کی امید رکھنا کفر ہے تو فاتحہ کیسے ہوگی ثواب پہنچانا خدا کے اختیار میں ہے اللہ تعالیٰ کا ایسی غلیظ چیزوں کو پسند کرنا عقل سے بعید ہے، یوں سمجھو کہ سڑی گلی، گندی، بدبودار کیڑے بھری ہوئی چیزیں بطور تحفہ کسی بادشاہ کو دیں تو کیا وہ قبول کرے گا؟ خوش ہوگا؟ ہرگز خوش نہ ہوگا! بلکہ اُس نالائق بے ادب کو سزا دے گا، جیل میں ڈالے گا اسی طرح حرام کمائی سے بزرگان دین کے فاتحہ کرنیوالے بے تمیز نادان، گناہ گار ہو کر عذاب کے مستحق ہوں گے، جاہل لوگ گمراہی کو اسلام، اندھیرے کو اُجالا، سانپ کو مچھلی سمجھے ہوئے ہیں۔

سوال:۔ رجب کی کندوری میں کھیر پوری سے کُنڈے بھرنا، گھر سے باہر نہ لے جانا اور دولت مند ہونے کی نیّت سے فاتحہ کے وقت لکڑہارے کی کہانی پڑھنا پڑھانا کیسا ہے؟

جواب:۔ کُنڈے بھرنے کی رسم کی ضرورت نہیں۔ یہ کھیر، پوری گھر سے باہر تو کیا دوسرے شہروں کو بھی لے جا سکتے ہیں، باہر نہ لے جانا باہر کے غرباء کو نہ دینے کا بخیلی بہانہ ہے اور لکڑہارے کی کہانی سراپا جھوٹ بے سند، کنڈے

ہضم کرنے والوں کی بنائی ہوئی ہے اس جھوٹے قصّے کو لکھنے والے نے حضرت امام جعفر صادق رضی اللہ عنہ کی طرف منسوب کر کے شرمندگی سے کتاب میں اپنا نام نہیں بتایا۔ فاتحہ کے وقت اس جھوٹے قصّے کو اعتقاد سے پڑھنا بالکل لغو اور فسادِ عقیدہ قابلِ ترک بدعت ہے جو لوگ اپنے خیالِ خام سے پڑھتے ہیں۔ ان کو خزانہ ملنا تو کیا خواب میں بھی نظر نہ آیا اور نظر نہ آئے گا۔

اہم سوال:۔ نمازِ جنازہ ہوتے ہی اور قبرستان سے واپس چالیس قدم پر اور شکرانہ میں چولی بنگڑی کے طبقوں پر اور نکاح کی دُعا کے بعد اور جمعہ میں اخیر سُنّت کے بعد اور عیدین میں خطبہ کے بعد جماعت کے ساتھ فاتحہ پڑھنا اور نہ پڑھنے والوں کو بُرا سمجھنا کیسا ہے؟

جواب:۔ ان موقعوں میں جماعت کے ساتھ فاتحہ پڑھنا رسولِ خدا حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلّم سے اور صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم سے یا حضرت امام اعظم رح سے یا سردارِ اولیاء حضرت محبوبِ سبحانی رح سے ثابت نہیں ہے یہ باتیں مستحب تک نہیں اگر مستحب ہوتیں تو ہر ایک فقہ کی کتاب میں جمعہ، عیدین، نکاح وغیرہ کے بیان میں ضرور لکھتے۔ مکہ معظمہ یا مدینہ منورہ میں یہ عمل نہیں ہے ہندوستان میں بھی صرف بے علموں میں رواج ہے، خطبۂ جمعہ، خطبۂ عیدین و نکاح کے اخیر میں اور ہر نماز میں تشہد درود ابراہیم، دُعائے ماثورہ میں شریعت کی مقرر کردہ ثواب رسانی فاتحہ خوانی ہمیشہ ہوا کرتی ہے۔ اور نمازِ جنازہ میں دُعا ہی دُعا ہے پھر ان وقتوں میں دوبارہ جماعت کے ساتھ فاتحہ پڑھنے کا مسئلہ معتبر کُتب میں نہیں ہے اور شادی یا نکاح سے پہلے شکرانہ کی رسم بے سند ہے اس میں فاتحہ پڑھنا اور بھی اضافہ ہے۔ اسی طرح تجہیز و تکفین کے بعد چالیس قدم پر یا گھر پر فاتحہ پڑھنا بے سند

ہے اس لئے ایسی سند خلافِ شرع باتوں کو رواج دینا بدعت ہے فسادِ دین ہے قابلِ ترک ہے اور ایسی بدعت کی فاتحہ نہ پڑھنے والے حق پر ہیں۔ ان کو بُرا کہنا بڑی نادانی اور بے انصافی ہے۔ ملاحظہ ہو کتاب "دلیل الخیرات فی ترک المنکرات" مُصنّفہ مفتی کفایت اللہؒ۔

اہم سوال:۔ کیا خاص کر جمعہ کی اخیر سنّت کے بعد بڑی جماعت کے ساتھ دُعا کرنا اور فاتحہ پڑھنا ثواب کا کام ہے؟ پڑھنے میں کیا نقصان ہے؟ اور نہ پڑھنے والوں پر لعنت ملامت کرنا کیسا ہے؟

جواب:۔ خوب سمجھ لیں شریعت میں جو احکام مقرر ہو چکے ہیں اسمیں بڑھانے گھٹانے کا کسی کو اختیار نہیں پیغمبر خدا صلّی اللہ علیہ وسلّم اور حضرت ابو بکر صدیق رضؓ حضرت عمر فاروق رضؓ، حضرت عثمان غنی رضؓ، حضرت علی کرم اللہ وجہہ حضرت امام حسنینؓ اور لاکھوں صحابہؓ جو عاشقانِ ثواب تھے اور ثواب کے کام میں اپنی جانیں قربان کر دیتے تھے وہ بزرگانِ دین جماعت کے ساتھ ایسی دُعا اور فاتحہ کبھی نہ پڑھتے تھے اور نہ حکم دیتے تھے ہمارے امام اعظمؒ اور سردارِ اولیاء حضرت محبوبِ سبحانی رحمۃ اللہ علیہ نے بھی نہ پڑھی ہے اور نہ ان کتابوں میں لکھی ہے پھر ہم کس کھیت کی مولی ہیں؟ جو بزرگانِ دین کی غلطی کو صحیح کرنے اور ان سے بڑھ کر ثواب کمانے کے لئے یہ بدعتی دُعاء اور فاتحہ جماعت کے ساتھ پڑھنے کو بڑا فرض اور ایمان واسلام کی روح سمجھتے ہیں افسوس ہماری الٹی عقل اور گندی سمجھ پر، چھوٹا منھ بڑی باتیں بکتے ہیں، بدعت سے بچنے والے حق پرستوں پر لعن طعن کر کے خود لعنتی ہوتے ہیں، حُدودِ شرع کے خلاف ثواب کا کام کرنا بھی درست نہیں ہے، مثلاً صبح کی ۲ دو رکعت فرض نماز کی جگہ چار، یا عشاء وغیرہ میں چار کی جگہ چھ رکعت پڑھنا عید الفطر،

عیدالاضحیٰ، اور تشریق کے دنوں میں ثواب سمجھ کر روزہ رکھنا خلافِ شرع ہونے سے حرام اور گناہ ہے۔ اسی طرح جمعہ کی اخیر سُنّت کے بعد جماعت کیساتھ دُعا اور فاتحہ خوانی کو دین میں داخل کرنا زیادتی اور زبردستی ہے، جمعہ کی فرض نماز کی دُعا کے بعد امام اور مقتدیوں میں تعلق نہیں رہتا، سنّت نماز مسجد میں پڑھے یا گھر میں اختیار ہے جیسا کہ پیغمبرؐ اور اکثر صحابہؓ کا عمل تھا یعنی جمعہ کی فرض نماز کی دعا ہوتے ہی فوراً گھروں میں جاکر سنّت پڑھتے تھے۔

اس لئے جمعہ کی اخیر سنّت کے بعد دُعا کرنے اور فاتحہ پڑھنے کے لئے مسجد کے متولی ممبر وغیرہ کا پیش امام کو مجبور کرنا اور جماعت کو روک رکھنا اور پیش امام کا دعا اور الفاتحہ پڑھنا خلافِ سنّت ہونے کی وجہ سے سخت منع ہے (جائز نہیں) اور نہ پڑھنے والوں کو بُرا کہنا جہالت، شرارت فساد، ظلم، اور گناہ ہے (اس کی تفصیل دیکھنا چاہیں تو مدرسہ امینیہ دھلی کے صدر مدرس مولانا مولوی مفتیٔ اعظم حضرت محمّد کفایت اللہ صاحبؒ کی کتاب "انفاس المرغوبہ فی الدعاء المکتوبہ"، منگوا کر دیکھیں جن میں ہندوستان پاکستان، کشمیر، بریلی، رنگون، حیدرآباد، مکّہ مُعظّمہ وغیرہ کے سیکڑوں علماء کرام کے فتوے درج ہیں۔ ہر مسجد میں رکھنے کے قابل ہے اور اس مسئلہ کے متعلق "ادارہ اہل سنّت والجماعت کمان سلطان شاہی حیدرآباد دکنؔ" نے رسالہ فاتحہ مُروّجہ اور مروّجہ بدعات طبع کرایا ہے مفت منگوا کر ملاحظہ فرمالیں اور خطبۂ جمعہ میں حضور صلّی اللہ علیہ وسلّم کا اسمِ مبارک سن کر آواز سے درود پڑھنا انگلیاں چومنا وغیرہ منع ہے۔ خطباتِ حنفیہ اور معتبر کتب فقہ سے تحقیق کرلیں، اور پیغمبرؐ کی حدیثوں کا ضرور خیال رکھیں کہ ہر بدعت گمراہی

ہے۔ اور ہر گمراہی دوزخ میں لے جانے والی ہے، اس لئے ہمیشہ بدعت سے بچتے رہیں، اللہ تعالیٰ سے دلی دعا ہے کہ ہم سب کو شریعت میں ردّ وبدل کرنے کے گناہ سے بچنے اور حق پر چلنے کی نیک توفیق عطا فرمائے آمین۔

مولوی احمد رضا خانصاحب بریلی کا فتویٰ

جمعہ میں سُنن ونوافل سے فارغ ہوکر امام کا جماعت کے ساتھ فاتحہ پڑھنا دُعا مانگنا کہیں منقول نہیں لہٰذا یہ طریقہ قابلِ ترک ہے

فقیر احمد رضا قادری عفی عنہ۔ محمّد امجد علی اعظمی رضوی۔ ابو المظفر محمد اسماعیلؒ

"النفائس المرغوبہ ۴۶"

سنبھل کا فتویٰ

لوگوں کو جمع کرکے بار بار فاتحہ پڑھنا اور اس کو ضروری سمجھنا اور تارک پر ملامت کرنا جہالت اور بدعت ہے جو بات خیر القرون میں موجود نہیں اپنی طرف سے ایجاد کرنا زیادتی فی الدین ہے، اس میں ہرگز برکت اور ثواب نہیں۔

(کتبہ سیّد احمد عفی عنہ (دلیل الخیرات ص۱۷)

بریلی مدرسۂ اشاعتُ العُلوم کا فتویٰ

جمعہ میں سُنن ونوافل کے بعد بہیئت اجتماعی امام ومقتدی کا دعا کرنا فاتحہ پڑھنا حدیث وفقہ سے ثابت نہیں ہے۔ بعض دیار میں جہّال نے یہ فعل جو اختیار کیا ہے بدعت ہے اس سے اجتناب ضروری ہے واللہ اعلم بالصواب۔

(خیر محمّد جالندھری عفی عنہ (النفائس المرغوبہ ص۱۳-۱۴)۔

حیدر آباد دکن کا فتویٰ

فرض نماز کی دُعا کے ساتھ یا سنن ونوافل کے بعد امام ومقتدی کا دُعا کرنا فاتحہ پڑھنا

احادیث وفقہ سے کہیں ثابت نہیں یہ امور محدثہ ہیں اِن کا ضروری سمجھنا خلافِ شرع ہے۔

محمد اعزاز علی غفرلہٗ مُقیم حیدرآباد۔ محمد علی حیدرآبادی

عبدُالفضل عفی عنہ مونگیری، سید محمد مناظر احسن گیلانی۔ بندہ سید عبداللہ میمنی الحنفی غفرلہٗ

مدرسہ دارالعلوم بلدہ سرکار عالی (النفائس المرغوبہ صـ۵۸)

سوال:- قبروں کی زیارت کرنا درست ہے یا نہیں؟

جواب:- کیسے کیسے نیک و بد لوگ کیا ہوئے ہیں عبرت حاصل کرنے اور اپنی مغفرت اور مُردوں کی ثواب رسانی کے لئے مَردوں کو قبرستان میں جانا درست بلکہ مستحب ہے عورتوں کا قبرستان جانا سخت منع ہے، دہلی کے بادشاہ فیروز شاہ پر اللہ کی رحمتیں نازل ہوں کہ اس نے قانون کے ذریعہ عورتوں کو مزاروں پر جانے سے روک دیا تھا (ملاحظہ ہو رجحانات سلاطین دہلی مطبوعہ ندوۃ المصنفین)۔

سوال:- مرد ہو یا عورت، اولیاء اللہ کی قبروں کو بوسہ دینا، قبروں کا طواف کرنا تعظیماً قبر کو سجدہ کرنا حنفی مذہب میں جائز ہے یا نہیں؟

جواب:- عورتوں کو مزاراتِ اولیاء یا عام قبروں پر جانے کی سخت ممانعت ہے، قبروں کو بوسہ دینا منع ہے کعبہ شریف کے سوا کسی مقام کا طواف کرنا ہرگز جائز نہیں، تعظیم سے کسی کو سجدہ کرنا حرام ہے، اگر بقصدِ عبادت ہو تو سجدہ کرنے والا کافر ہو جاتا ہے۔

بہارِ شریعت جلد ۱۶ صـ۹۹ (مولوی امجد علی بریلی)

سوال:- جہاں کسی ولی شہید کی میّت دفن نہ ہو وہاں ان کے نام سے قبر، چبوترہ، سواری، تعزیہ بنانا، گوم جھنڈا، پنجہ، کھڑا کر کے زیارت گاہ

مقرر کرنا درست ہے یا نہیں ؟

جواب:۔ ہرگز ہرگز جائز نہیں۔ اگر جائز ہوتا تو ہر جگہ مکۂ معظمہ اور مدینۂ منورہ کی نقلیں اتار کر حج اور زیارت ادا کر لیتے، ایسا کرنا سخت حرام ہے، پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ جس قبر میں میت دفن نہ ہو اس نقلی قبر کی زیارت کرنے والا مردود و ملعون ہے۔ بمبئی کے رسالہ "تنبیہ المضلین" میں نصاب الاحتساب اور مجالس الابرار وغیرہ مستند کتب سے لکھا ہے کہ جھوٹی قبر، تعزیہ وغیرہ بنانا ایسے بت خانہ کی زیارت کرنا اس پر فاتحہ پڑھنا حرام ہے، اور "الفاروق" مصنفہ علامہ شبلیؒ میں لکھا ہے کہ ایک دفعہ پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک درخت کے نیچے چند صحابہؓ سے جہاد کی بیعت لی تھی جس کا ذکر قرآن شریف میں ہے اس درخت کو برکت والا سمجھ کر بعض لوگ اس کی زیارت کو آتے تھے حضرت عمرؓ نے یہ دیکھ کر اس جھاڑ کو جڑ سے کٹوادیا، افسوس ہے کہ ہم لوگ جھنڈے کا جھاڑ مقرر کرکے اس کی پوجا پرستش کرتے ہیں، لوگ تجارت و زراعت وغیرہ دنیا کے کام کاج بڑی عقلمندی اور ہوشیاری سے کرتے ہیں۔ یہاں تک کہ مٹی کی ہانڈی بھی ٹھونک بجا کر لیتے ہیں تاکہ ذرا بھی نقصان نہ ہونے پائے مگر اسلام بگڑے یا ایمان جائے، دین کے کام بغیر سوچے سمجھے نفس و شیطان جیسا چاہے ویسا کرتے ہیں قیامت میں ان کی خوب خبر لی جائے گی۔ اللہ بچائے۔

سوال:۔ عُرس محرم میں ولیوں، شہیدوں کے نام سے تعظیماً گوم جھنڈے پنجے کھڑا کرنا، تعزیہ، سواری، تابوت، چاندنی صندل وغیرہ بیانڈ باجے سے گلی کوچوں میں پھرانا، ان کے روبرو شکر مٹھائی وغیرہ کی فاتحہ دینا دلانا جائز ہے یا نہیں ؟

جواب:۔ ہرگز ہرگز درست نہیں، گانے بجانے کی برائی میں پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلّم کی بے شمار حدیثیں موجود ہیں۔ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلّم فرماتے تھے گانا بجانا شیطانی کام ہے۔ میں گانے بجانے کے تمام آلات کو توڑپھوڑ کر مٹا دینے آیا ہوں چنانچہ ایسا ہی کرتے اور جلا دیتے تھے۔ اب اسلام کی حفاظت کے ذمّہ دار حضرات اور ہر مسجد کے اراکین ان شیطانی کاموں سے بچیں اور قوم کو بچائیں مزامیر کی بُرائی کے خطبے سنا کریں، دین کو سنواریں ورنہ ہمارا شمار دجّالی زُمرے میں ہوگا۔ اور حضرت محبوبِ سُبحانی ؒ، شاہ عبد العزیز ؒ، شاہ عبدالحق ؒ وغیرہ بڑے بڑے علماءِ دین اپنی کتب اور فتوؤں میں لکھتے ہیں کہ طبل بیانڈ باجے وغیرہ بجانا سخت حرام ہے۔ مزامیر کے ساتھ خدا اور رسول صلی اللہ علیہ وسلّم کی حمد وثنا کے اشعار پڑھنا بھی حرام ہے۔ حضرت مبشر صاحب پنگنوری اور بریلوی حضرات نے بھی حرام لکھا ہے۔ گراموفون اور ریڈیو کا گانا بجانا سُنتا بھی حرام ہے۔ سینما تو نیم برہنہ تصاویر اور ناچ گانے بجانے وغیرہ گناہوں کا معجون مرکب ہے۔ اسلام میں یہ سب سخت حرام ہیں، حرام کو حلال سمجھنا کفر ہے۔ محفل نکاح، میلاد النبی ؐ، یوم حسین ؓ، وعظ وغیرہ کی مجلس میں خدا کی رحمت اور رحمت کے فرشتے نازل ہوتے ہیں۔ ایسی فضیلت اور برکت والی مجلسوں میں نادان لوگ فلمی گانے بجانے کے گراموفون ریکارڈ یا ریڈیو لگا کر مجلس کی بے حرمتی کا گناہ مول لیتے ہیں اور خدا کی رحمت و برکت اور ثواب سے محروم ہو جاتے ہیں۔ گھروں میں بھی ریڈیو گراموفون کا گانا بجانا ماں بہنوں کے خیال کو بگاڑتا ہے۔ خدا کے غصّے کو بھڑکاتا ہے، مال و دولت کی برکتوں کو دور کر کے بلا اور مصیبتوں کو لاتا ہے، اللہ تعالیٰ مسلمانوں کو حلال و حرام کی تمیز عطا فرمائے آمین۔ بعض مجاور مہتمم صاحبان عرس محرم کے اعلانی اشتہاروں

میں قبروں کا طواف کرنے اور بیانڈ باجا آتش بازی کے ساتھ پنجے، جھنڈے، سواری صندل وغیرہ کے جلوس کا گشت لگانے اور طبل ومزامیر کیساتھ قوالی گانے وغیرہ حرام کاموں میں شریک ہونے کی ترغیب دے کر قوم کو جہنم کا راستہ بتاتے ہیں اس لئے اللہ تعالیٰ ہم سب کو ان شیطانی کاموں سے بچائے آمین

سوچنے کی باتیں

فاتحہ خوانی میں قرآن مجید کی سورتیں آیات درود شریف بار بار پڑھنے کا مقصد یہی ہے کہ ہم اس کے معنیٰ مطلب کو خوب سمجھ کر خدا کی توحید اور رسول اللہ ؐ کی رسالت کے اقرار سے اپنے ایمان کو مضبوط اور منوّر کرتے جائیں شرک وبدعت اور ہر گناہ سے بچ کر نیک عمل سے جنّت کے مستحق ہوتے جائیں، مگر بجلی پڑے ہماری ناقص عقل پر کہ خرافاتی عرس اور محرّم کے میلوں میں بیانڈ باجوں کی دھوم میں، تعزیہ، سواری، تابوت، گوم جھنڈوں، پنجوں کے روبرو فاتحہ پڑھتے ہیں، اُن قرآنی احکام کے خلاف ہی مشرکانہ کام کرتے ہیں، گویا زہر سے نفرت بھی کرتے جاتے ہیں اور اُسی زہر کو کھاتے بھی جاتے ہیں، کیا اس منافقانہ قول وفعل سے خدا کے کلام کی خدا کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی اور دین کی ٹھٹھا مسخری نہیں ہوتی ؟ ذرا گریبان میں منھ ڈال کر دیکھیں ہم کو کیا کرنا ہے ؟ اور کیا کیا کر رہے ہیں ؟ ع

" خود بدلے نہیں قرآن کو بدل دیتے ہیں"

نعوذ باللہ من ذالک۔

شاہ عبدالعزیز محدّث دہلویؒ اپنے فتوے میں لکھتے ہیں کہ تعزیہ، سواری، تابوت، گوم، جھنڈے، پنجے وغیرہ انصاب کی طرح بتوں میں داخل ہیں، ایسی

جگہ بُت پرستی کی طرح ظاہر و باطن کی نجاست رکھتی ہے وہاں فاتحہ کے لئے قرآن کی سورتیں اور درود شریف پڑھنا پاخانہ میں پڑھنے جیسا بڑی بے ادبی ہے اور سخت منع ہے۔

اور مفتی ویلور کا فتویٰ ہے کہ تعظیم سے گوم ۔ جھنڈوں ، پنجوں ، سواری ، وغیرہ کے روبرو فاتحہ پڑھنے والے ملاّ موذّن پر خوفِ کفر ہے ان کی امامت درست نہیں ، ان باتوں کو درست جاننے والے لعنتی گناہ گار ہوں گے ، بدعتی لوگوں سے خدا اور رسول صلی اللہ علیہ وسلم اور بزرگانِ دین بیزار ہیں ۔ اللہ تعالیٰ سورۂ مائدہ میں فرماتے ہیں ۔

یٰٓاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْٓا اِنَّمَا الْخَمْرُ وَالْمَیْسِرُ وَالْاَنْصَابُ وَالْاَزْلَامُ رِجْسٌ مِّنْ عَمَلِ الشَّیْطٰنِ فَاجْتَنِبُوْهُ ۔

اے ایمان والو! نشہ کی چیزیں استعمال کرنا ، جوا کھیلنا ، بت وغیرہ کو پُوجنا ، چوسر کھیلنا ، فال دیکھنا شیطانی کام ہیں ان سے بچو۔

ہمارے پیغمبر محمد صلی اللہ علیہ وسلم خدا کے حکم سے جن کاموں کو مٹانے آئے تھے ، عمر بھر مٹاتے رہے اور مٹانے کی تاکید کر گئے ، ان بے دینی ، مشرکانہ اور شیطانی کاموں کو نادان اور نام کے مسلمان ، دین کا کام سمجھ کر بڑے شوق سے کر کے گناہ گار ہوتے ہیں ، ان کاموں میں شریک ہونا یا مدد کرنا ، چندہ دینا ، سخت حرام ہے ہرگز درست نہیں ، چودہویں صدی کے بعض دین فروش ، شکم پرور نیم مُلاّ ، فوجی نشان کے جھنڈوں کی بے جا مثالوں اور قیاس آرائیوں سے تعزیہ ، گوم ، جھنڈے اور پنجے پرستی کو جائز بتا کر عوام کو گمراہ کرتے ہیں ان کے دجّالی فریب سے بچنا چاہیئے ، فوجی نشان میں اور جھنڈا پرستی میں زمین آسمان کا فرق ہے ۔ کوئی عاقل دونوں کو ایک نہ سمجھے گا ۔

آج کل خرافاتی عرس اور محرم کے میلوں میں خلافِ شرع ایمان سوز اور کفر افروز کیا کیا کام ہوتے ہیں وہ سب کو معلوم ہیں تفصیل کے لئے خطباتِ حنفیہ میں سترہواں خطبہ اور خطبۂ عبدالحئی بنگلوری ملاحظہ فرمائیں اور "رسالہ محرم اور تعزیہ داری" مرتبہ مولانا عبدالماجد دریا آبادیؒ مدیر صدق جدید لکھنؤ دیکھیں جن میں ہندوستان اور پاکستان کے سیکڑوں علمائے دین نے تعزیہ داری، سواری، علم پرستی کو حرام اور مشرکانہ کام قرار دیا ہے۔

افسوس ہے کہ نادان لوگ عرس و محرم میں شیطانی عمل کرنے کی مہینوں سے تیاری کرتے ہیں۔ مگر مؤذن کے پنج وقت بلانے کے باوجود نماز پڑھنے مسجد کو نہیں جاتے۔

میرے استاد حضرت مولانا مولوی مفتی حاجی عبدالمجید خاں بنگلوری رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے رسالہ "رسوم شرک و بدعت" میں لکھا ہے کہ مشرکوں کی طرح بزرگوں کے نام سے تعزیہ، تابوت، گوم، جھنڈے پنجے کھڑا کرنا ان کے روبرو فاتحہ پڑھنا، عرس، محرم کے میلے منانا، پیغمبروں اور ولیوں سے منت مرادیں مانگنا، ان کے نام سے جانور چھوڑنا وغیرہ وغیرہ شرک و بدعت، حرام و کفر ہے۔ اس کتاب میں بڑے بڑے علمائے دین کے فتوے اور مدراس گورنمنٹ سر قاضی جناب مفتی حاجی محمد حبیب اللہ صاحب مدظلہ کی پُر زور تقریظ بھی درج ہے۔

محرم میں سبز، سیاہ کپڑے پہننا رافضیوں اور بدعتی تعزیہ داروں کا طریقہ ہے۔

بہار شریعت جلد ۱۶ ص ۵۳

(مولوی امجد علی بریلی)

محرم میں سبز، سیاہ کپڑے پہننا سوگ ہے رافضیوں کی علامت ہے۔

(احکامِ شریعت ص۱۲۷)

محرم میں دس روز تعزیہ دفن ہونے تک روٹی نہ پکانا، کپڑے نہ بدلنا، شادی بیاہ نہ کرنا سوگ ہے۔ اور سوگ حرام ہے۔

(احکامِ شریعت ص۱۷۱)

عرس و محرم میں لوگوں کا جمع ہونا، ڈھول، سانگی بجانا، قوالی گانا، مزامیر کے ساتھ حمد و ثنا یعنی خدا اور رسول صلی اللہ علیہ وسلم اور اولیاء اللہ کی شان میں اشعار گانا حرام ہے، گانے بجانے والے اور سننے والے سب کے سب گنہگار ہوتے ہیں۔ عرس محرم کرانے والوں پر سب کا گناہ ہوگا، کیونکہ ان میلوں کے بانی وہی ہیں، گانا بجانا حرام ہونے میں بہت سی احادیث وارد ہیں۔ (احکامِ شریعت ص۲۶،۲۵ ۔ مولوی رضا خاں بریلی)

سوال:۔ رواجی عرس محرم اور رجب کی بائیسویں کرنے سے نفع اور نہ کرنے سے نقصان ہونے کا خیال کرنا کیسا ہے؟

جواب:۔ ایسا اعتقاد اور گمان کرنا مسلمانوں کو لائق نہیں سراسر نادانی اور دونوں جہان کی خرابی ہے بلکہ ایسے بے شرع کاموں کو مٹا دینے میں بڑا ثواب ہے۔

سوال:۔ دیو، جن، پری، بھوت، بھوانی کے نام سے فاتحہ دینا پوجا کرانا کیسا ہے؟

جواب:۔ ہرگز ہرگز درست نہیں، یہ تمام بے علمی، جہالت، اور بے دینی شیطانی کام ہے۔

سوال:۔ غیر اقوام کا بزرگانِ دین کے مزاروں، گوم، جھنڈوں، تعزیہ

اور سواریوں کے پاس کچھ لاکر فاتحہ دلانا کیسا ہے ؟

جواب ۱۔ خدا کے فضل و کرم سے ہمارے بزرگانِ دین غیر اقوام کے ثواب کے محتاج نہیں ، ہنود ہم کو بھی قبر پرست ، گوم ، جھنڈوں ، تعزیوں سواریوں کے پجاری بنانے کے لئے کچھ لاکر دھوکے سے ترغیب دیتے ہیں ، تو قرآن کے منکر ، دین کے دشمن کو فاتحہ سے کیا نسبت ہے ، خود خیال کریں ، اس دھوکے کو اسلام کی شان سمجھنا بے وقوفی ہے۔

جاہل مسلمانوں نے بے شمار بدعتیں دین میں اس طرح شامل کر دی ہیں کہ دین کی اصلی صورت نظر آنا مشکل ہے ، اس لئے غیر اقوام سمجھتے ہیں کہ اسلام میں بھی ہماری طرح قبر پرستی وغیرہ موجود ہے ۔ نادان بدعتی مسلمانوں سے دین کو جتنا نقصان ہو رہا ہے اتنا اور کسی سے نہ ہوا اور نہ ہوگا ، اللہ نیک توفیق عطا کرے آمین۔

اکثر مسلمان ایمان و اسلام کی تعلیم سے ناواقف ہونے کے سبب شیطانی مکر و فریب کے شکار ہو رہے ہیں۔

آپ نے دیکھا یا سُنا ہوگا کہ سرکس کھیل میں چرندے ، پرندے ، درندے ، وغیرہ اشاروں پر عمل کرتے ہیں مالک سے ڈرتے ہیں ، مگر مسلمان خدا سے نہیں ڈرتے ۔ اس کے حکموں پر نہیں چلتے ، ہم حیوانوں سے بدتر ہیں بڑی شرم کی بات ہے۔

تنبیہ

شرعی طریقہ سے قبروں کی زیارت کرنا ، فاتحہ دینا ، ثواب پہنچانا فرض واجب تو نہیں صرف مستحب ہے اس کے ادا کرنے میں خلافِ شرع نیت یا کام کریں تو ثواب کے بدلے گناہ ہوگا بہت احتیاط کرنی چاہیئے۔

بعض بدعتی سرگردہ اپنی جیب گرم رکھنے کے لئے عام لوگوں کو گمراہ رکھنا ہی بہتر سمجھتے ہیں، اور آیات واحادیث کے معنیٰ مطلب توڑ موڑ کران کو گول مول بدعتی باتوں سے اپنے رنگ میں رنگتے رہتے ہیں، عوام کو قرآن و حدیث کی سچی تعلیم سے آگاہ ہونے نہیں دیتے۔ علمائے دین کی صحبت سے، ان کو وعظ ونصیحت سے۔ اصلاحی کتب پڑھنے سننے سے بھی باز رکھتے ہیں تاکہ اپنی بناوٹی عزت اور دال روٹی میں خلل نہ ہونے پائے اللہ تعالیٰ نے سورۂ توبہ میں ایسے لوگوں کے مکروفریب سے بچنے بچانے کی تاکید فرمائی ہے۔ ہوشیار ہوجاؤ، ورنہ دنیا وآخرت میں پچھتاؤ گے

نذرومنّت کا بیان

سوال:۔ نذرومنّت کسے کہتے ہیں؟

جواب:۔ نذر (نیاز) لغت میں نیکی یا بدی کا وعدہ کرنے کو کہتے ہیں لیکن شرع میں اس کے معنیٰ دل میں کسی عبادت کے ارادہ سے اپنے اوپر لازم کرلینا ہے جو لازم نہیں تھی، کوئی اچھی آرزو، مراد پوری ہونے کے بعد کچھ مال وغیرہ خدا کے نام پر خیرات کرنے یا نفل نماز وروزہ ادا کرنے کی پہلے ہی سے نیّت کرلینے کو نذر ومنّت کہتے ہیں۔

سوال:۔ منّت ماننے کا صحیح طریقہ کیا ہے؟

جواب:۔ اس طرح کہو یا نیّت کرو، یا اللہ میری فلاں مراد پوری ہو مثلاً بیماری سے صحت ہو یا گم شدہ چیز یا نوکری مل جائے تو چار رکعت نفل نماز یا سوبار کلمۂ طیّب یا درود شریف پڑھوں گا یا روزے رکھوں گا یا دو روپے یا دوگز کپڑا یا تین سیر اناج خیرات کروں گا، یا دس غریبوں کو ایک یا دو وقت

کھانا کھلاؤں گا وغیرہ۔ اس طرح ادا کرنے کی طاقت کے موافق نیت کریں، جب مراد برآجائے تو اقرار کی ہوئی بات کا ادا کرنا واجب ہو جاتا ہے اگر ادا نہ کریں تو گنہگار ہوں گے۔

سوال:۔ نذر و منّت کی چیزوں سے ہم کو خود لینا یا تونگروں کو دینا درست ہے یا نہیں؟

جواب:۔ نذر کی چیزیں غریبوں کا حق ہے اس میں سے خود لینا یا تونگروں کو دینا ہرگز درست نہیں، اگر لیں گے یا دیں گے تو پھر ادا کرنے تک نذر پوری نہ ہوگی۔

سوال:۔ مسجد یا مزار کے پاس بھیجی ہوئی شرعی نذر و منّت کی شیرینی وغیرہ پر فاتحہ پڑھ کر امیر و غریب کو تقسیم کرنا کیسا ہے؟

جواب:۔ کسی چیز پر فاتحہ پڑھنا بے سند ہے نذر و منّت کی چیزوں پر ضروری ہی نہیں یہ صرف وعدہ ادا کرنا ہے جہاں چاہے غربا میں تقسیم کر دینا کافی ہے۔ مسجد یا مزار کے پاس بھیجنے کی شرط نہیں ہے نذر و منّت کی چیزوں امیروں اور سیّدوں کو دینا لینا درست نہیں مگر افسوس ہے کہ آج کل بعض خاندانی سادات کی شان کا دم بھرنے والے سجّادے عوام کو قبر پرستی سے منع کرنے کی بجائے ناجائز مجاوری کے ذریعہ اپنی زندگی بسر کرتے ہیں۔ خرافاتی عرس مقرر کر کے فاتحہ کی آڑ میں نذر و نیاز وصول کرتے ہیں۔ اس ٹیکس کے لئے مریدوں کی گنتی بڑھاتے رہتے ہیں۔ پیر پرستی قبر پرستی، تعزیہ پرستی وغیرہ رسومات کی تفصیل "بلاغ المبین" مصنفہ شاہ ولی اللہ محدث دہلوی ؒ میں ملاحظہ کریں۔

سوال:۔ نذر و منّت میں پیر کا بکرا، امام حسن ؓ، حسین ؓ کا لنگر، قادر ولی ؒ کی گوم، محبوب سبحانی ؒ کا جھنڈا چڑھانے کا اقرار کرنا درست ہے یا نہیں؟

جواب:۔ حدیث شریف میں ہے کہ خدا کے نام کے سوا کسی نبی، ولی، شہید، وغیرہ کے نام کی نذر و منّت ماننا اور اس کا پورا کرنا سخت حرام اور شرک ہے سواری کے پنجے، جھنڈے، گوم وغیرہ بے شرع باتوں کی نذر و منّت کرنا ہرگز درست نہیں، اگر نادانی سے مان لئے ہوں تو اس کا ادا کرنا ضروری نہیں، چنانچہ ابوداؤد شریف میں ہے کہ جو نذر اللہ تعالیٰ کی نافرمانی کی ہو اُسے پورا کرنا حرام ہے، حنفی مذہب کی معتبر کتاب بحرالرائق میں امّت کے تمام علماء کا یہ فتویٰ ہے کہ نہ یہ نذر منعقد ہوتی ہے نہ اسے پورا کرنا واجب ہے شامی میں اس کے حرام ہونے کی چار معقول وجوہات بھی لکھی ہیں۔

(۱) ۔ اوّل تو یہ نذر مخلوق کے واسطے ہے اور مخلوق کے لئے نذر ماننی جائز نہیں۔

(۲) ۔ نذر ماننا عبادت کرنا ہے اور عبادت کے لائق خدا ہے نہ کہ خدا کے بندے۔

(۳) ۔ جس کے لئے نذر مانی گئی وہ میّت[۱] ہے اور میّت کسی چیز کی مالک نہیں۔

(۴) ۔ اور نذر ماننے والا یوں جانتا ہے کہ اس میّت کو بھی بھلائی برائی کا کچھ اختیار ہے حالانکہ یوں جاننا صریح کفر ہے۔ جھنڈا پرستی وغیرہ شریعت میں ناجائز شرک و بدعت ہونے کے سبب ان کاموں کا کرنا اور ان چیزوں کا کھانا پینا بھی حرام لکھا ہے۔ ملاحظہ ہو شاہ عبدالعزیزؒ، شاہ عبدالحیؒ کا فتویٰ اور ادر رفاہ المسلمین، تنبیہ الغافلین، تنبیہ العوام، مناسکِ حج و نصیحت المسلمین وغیرہ۔

---

[۱] بزرگ، پیر، پیغمبر

اہم سوال:۔ عوام الناس جو بزرگانِ دین کی نذر و نیاز کیا کرتے ہیں اس سے اُن کا مقصد کیا ہوتا ہے۔

جواب:۔ نذر ماننا اور اس کا پورا کرنا عبادت ہے اور عبادت کے لائق صرف اللہ تعالیٰ ہے۔ نذر (نیاز) جب عبادت ہوئی تو غیر اللہ کے لئے اس عبادت کا بجالانا شرعاً صریح شرک ہے۔ عوام الناس، بزرگانِ دین اور اپنے پیروں کی جو نذر و نیاز کیا کرتے ہیں وہ محض اپنی حاجت براری کے خیال ہی سے کرتے ہیں یا تو کسی مقصد کا حصول ان کے پیشِ نظر ہوتا ہے، یا پھر کسی بلا کا ٹالنا، یعنی آفات و بلیات سے محفوظ رہیں صحت و عافیت حاصل ہو، اور ان کے مال و دولت میں اضافہ تجارت و کاروبار میں ترقی ہو یا مقدمہ میں کامیابی ہو اور ملازمت مل جائے یا اولاد ہو جائے وغیرہ۔

اگر یہ نذر و نیاز اللہ تعالیٰ کی بجائے بزرگانِ دین کی خوشنودی اور تقرب حاصل کرنے یا اپنی حاجت براری و مقصود یابی کے لئے کی جارہی ہے تو یہ صریحاً شرک و حرمت دونوں پر مشتمل ہے۔

اہم سوال:۔ بعض لوگ یہ کہتے ہیں کہ نذر و نیاز سے ہمارا مقصد صرف بزرگان دین کو ایصال ثواب پہنچانا ہے، کیا یہ درست ہے بصورتِ اثبات اس کی تشریح کی جائے؟

قابلِ دید جواب نذر و نیاز صرف اللہ کے لئے جائز ہے، اللہ کے سوا خواہ وہ نبی ہوں یا ولی یا بزرگانِ دین کسی کے لئے بھی جائز نہیں۔ اب رہا ایصال ثواب یہ تو جائز اور کسی وقت بھی پہنچایا جاسکتا ہے، لیکن یہاں نیّت کی تصحیح سخت ضروری ہے۔ اوّلاً ہمیں دیکھنا چاہئے کہ کہیں ہماری غرض یہ تو نہیں کہ پیروں، شہیدوں اور بزرگانِ دین

کی نذر و نیاز اور فاتحہ (ایصال ثواب) سال بہ سال پابندی کے ساتھ گیارہویں بارہویں، چھٹی وغیرہ کرنے سے ہمارے مال میں زیادتی اور برکت ہوگی۔ بال بچے تندرست اور عافیت سے رہیں گے۔ تجارت میں خسارہ نہ ہوگا اور نہ کرنے سے ہم تباہ و برباد ہو جائیں گے۔ اگر فی الواقع ہماری ایسی نیت اور یہی غرض و غایت ہو ان بزرگانِ دین مثلاً پیران پیر کی گیارہویں بارہویں چھٹی وغیرہ کرنے میں تو مشرکین کی طرح ہم بھی ان بزرگوں کو اپنا معبود بنا رہے ہیں یعنی ان کو نفع و نقصان کا مالک سمجھ رہے ہیں اور یہ قرآن و حدیث کے لحاظ سے کھُلا شرک ہے۔

انصاف کی بات تو یہ ہے کہ ایصالِ ثواب کے اصل مستحق ہمارے ماں باپ، اعزاء و اقرباء یا دوست احباب ہیں جن کی وفات ہمارے سامنے ہوئی ہے اور جن کے حالات سے ہم واقف رہے ہیں یا پھر وہ لوگ ہیں جن کے متعلق کم از کم ہمارا گمان یہ ہے کہ وہ ثواب کے محتاج ہیں یا مستحق ہیں، یہاں یہ بات بھی ٹھنڈے دل سے غور کرنا ہے کہ جن بزرگانِ دین نے خود اپنی نیکی اور پرہیزگاری سے اپنے لئے ثواب کا بہت کچھ سرمایہ اکٹھا کر لیا ہے پھر مزید ان ہی کو ثواب پہنچانے کا کیا مطلب ہے! آخر کوئی یہ بھی تو سوچے کہ ثواب کس قسم کے لوگوں کی طرف سے کس کو پہنچایا جا رہا ہے؟ کیا آپ کے خزانہ میں ثواب اتنی بڑی مقدار میں جمع ہے کہ آپ کو اس کا سنبھالنا مشکل ہو گیا ہے اور آپ مجبور ہو گئے ہیں کہ اپنا زائد از ضرورت ثواب صرف اُن بزرگانِ دین ہی کو پہنچا دیا جائے اگر حقیقتاً اس قدر ثواب آپ کے پاس موجود و جمع ہے تو یقیناً اُن بزرگانِ دین کو بھی ثواب پہنچایا جا سکتا ہے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم اور ان کے متبعین اور اُن

بزرگانِ دین کا ہم پر واقعی بڑا احسان ہے جن کے ذریعہ ہم تک اسلام پہنچا، اور اُس کے شکریہ کا وہی طریقہ درست ہے جو خود اسلام نے ہمیں سکھایا۔

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم پر درود پڑھا کرو اور مسلمانوں کو سکھایا گیا کہ وہ اپنی نمازوں میں آپؐ پر درود اور آپؐ کے تابعداروں پر درود وسلام بھیجا کریں چنانچہ ہر مسلمان نمازمیں آپؐ پر اور آپؐ کے تابعداروں پر درود وسلام بھیج کر ان احسانات کا شکریہ ادا کرتا ہے اور تمام کیلئے دعائے مغفرت کرتا ہے جو بہترین تحفہ ہے۔

لہٰذا ہم کو خود اپنی نجات کی فکر کرنی چاہیئے، خود ثواب کمانے پر مائل ہونا چاہیئے۔

سوال:۔ کسی نبی یا ولی کی تعظیم وتقرب کے لئے ان کے نام سے مشہور کئے ہوئے جانور کو بسم اللہ اللہ اکبر بول کر ذبح کریں تو اس کا کھانا درست ہے یا نہیں؟

جواب:۔ اللہ تعالیٰ سورۂ بقرہ اور سورہ مائدہ میں فرماتے ہیں کہ سور کا گوشت اور غیر اللہ کے نام پر شہرت دیا گیا جانور حرام ہے اور حنفی مذہب کی معتبر کتب تنویر الابصار، درمختار، شرح وقایہ، جواہر الاحکام فتاویٰ عبدالحیٔ فتاویٰ عالمگیر، اور تفسیر نیشاپوری، تفسیر عزیزی وغیرہ میں صاف صاف لکھا ہے کہ غیر اللہ کے نام سے مشہور کیا ہوا جانور دنبہ یا بکرا وغیرہ "وَمَا أُهِلَّ بِهِ لِغَيْرِ اللّٰهِ" میں داخل ہوگا، اس کا کھانا سخت حرام ہے اگرچہ اللہ کا نام لے کر ذبح کیا گیا ہو، کیوں کہ پہلے سے نیت بگڑ چکی ہے۔ قرآن کے خلاف اس کو بے سند تاویلات اور قیاس آرائیوں سے جائز بتا کر عوام کو گمراہ

کرنے والوں کے مکر وفریب سے بہت بچنا چاہئے۔

البتہ جس کی طرف سے قربانی یا عقیقہ کرنا ہو ذبح کے آگے اس کا نام لے کر دعا کرنا درست ہے۔ مگر غیر اللہ کی تعظیم و تقرب کے لئے مشہور کئے ہوئے جانور کو خود اللہ تعالیٰ نے حرام فرمایا ہے۔ معتبر کتب میں بھی حرام لکھا ہے اور قانونِ شرع میں حرام کو حلال سمجھنا کفر ہے۔ اتنی کھلی دلیلوں کے باوجود بدعتی فیاکٹری کے مُلّا اپنی نالائق قیاس آرائیوں سے عمداً قربانی عقیقہ کی دعا میں نام لینے اور اضافت کی مثالیں دیکر غیر اللہ کے نام سے مشہور کئے ہوئے حرام جانور کو حلال بنانے کی بے جا کوشش کرتے ہیں تو ان کی اصلاح کون کرسکتا ہے۔ ان کے مرض کی دوا حضرت لقمانؑ کے پاس بھی نہ ہوگی ؎

بریں عقل و دانش بباید گریست

تجارت کے نفع کا پیسہ حلال ہے۔ لیکن سُود کا حرام، حلال جانور مشرکانہ عقیدے کے سبب حرام بتایا گیا ہے۔ لہٰذا اس سے پرہیز کرنا خدا کی خوشنودی کا باعث ہے۔

اللہ تعالیٰ سورۂ لقمان، سورۂ فرقان، سورۂ توبہ، سورۂ انعام سورۂ مائدہ، سورۂ زمر، سورۂ نساء، سورۂ اعراف وغیرہ میں فرماتے ہیں کہ شرک سب سے بڑا گناہ ہے اور ظلم عظیم ہے۔ مشرک دوزخ میں ڈالے جائیں گے۔ ہمیشہ سخت عذاب پاتے رہیں گے مشرک کی کبھی بخشش نہیں ہوگی۔ لہٰذا جان بوجھ کر پنجے، جھنڈے وغیرہ کی پوجا پاٹ اور ان کی منّت مرادوں سے خدا کی حق تلفی کرنے والے منافقوں پر سخت عذاب ہوگا۔ اس کی موٹی مثال جناب مولوی امین احسن اصلاحی دہلوی

اپنی کتاب "حقیقتِ شرک" میں اس طرح تحریر فرماتے ہیں کہ عزت والا شخص اپنی بیوی کی چھوٹی موٹی خطاؤں کو بخش دے گا۔ مگر غیر کی بغل میں سوئی ہوئی دیکھے تو اس بے وفا بدکار و بدذات عورت کو ایک لحظہ کے لئے بھی معاف نہ کرے گا۔ بُری طرح گھر سے نکال دے گا۔

انسان کا یہ حال ہو تو اس پروردگارِ پاک کا کتنا غضب اور غصہ نہ ہوگا؟ جس نے ہم کو پیدا کیا، جسم میں جان دی، انمول اعضاء اور عقل دی اور اشرف المخلوقات بنایا۔ امتِ محمدیہؐ کا شرف بخشا اور زندگی کے لئے زمین و آسمان کی لاکھوں نعمتیں عطا فرمائیں۔ پھر ہم اُس خالق و مالک کی ذات وصفات میں دوسروں کو شریک کریں تو وہ ہم کو کیوں کر بخشے گا؟ دوزخ میں کیوں نہ ڈالے گا؟ خوب خیال کریں۔ شرک کی بلا سے بہت بچیں ورنہ دوزخ کے کندے ہوں گے۔

اللہ تعالیٰ سورۂ نساء میں یہ بھی فرماتے ہیں کہ جو لوگ سیدھا راستہ معلوم ہونے کے بعد بھی قانونِ شرع کے خلاف چلا کریں گے تو ہم اُن کو دوزخ میں داخل کریں گے۔

• حضرت مبشر صاحب بنگنوری اپنی کتاب "نصائح منظومہ" کے پانچویں و چھٹے باب میں لکھتے ہیں کہ گوم جھنڈے پنجے وغیرہ کی پرستش کرنا کفر ہے اور بزرگوں کے نام کا جانور چھوڑنا اور حضرت محبوب سبحانیؒ وغیرہ و دیگر اولیاء اللہ سے منت مرادیں مانگنا احمقی بیوقوفی شرک اور کفر ہے اور عرس و محرم کے میلوں میں عورتوں کو لے جاکر بے گوشہ غنڈوں کے دھکے کھلانے والے مرد ناہنجار، بدکار دیوث ہیں وغیرہ وغیرہ۔

اکثر بے علم جاہل عورتوں کو بے شرع رسوم کی خواہش ہوا کرتی ہے۔

اُن کے ادا کرنے پر احمق مردوں کو مجبور کر کے فضول خرچیوں سے قرضدار غریب پاپڑ بنا دیتی ہیں۔ اس لئے شرک و بدعت کی بُرائی اور رسوم کے نقصانات وغیرہ کی اصلاحی کتب مثلاً نیک بیبیاں، حقوق البیت، براہینِ قاطعہ، آداب المعاشرت، نصیحت المسلمین، اصلاح الرسوم، علاماتِ قیامت وغیرہ بار بار پڑھا کر سُنا کر عورتوں کو سُدھارنا، ماں باپ، شوہر وغیرہ پر فرض ہے۔ سورۂ بقر، سورۂ تحریم میں اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے کہ اے ایمان والو! اپنے آپ کو، اور اپنے اہل وعیال کو (دین کا علم سکھاؤ، نیک راستہ بتاؤ) اور دوزخ کی آگ سے بچاؤ۔

سوال:۔ بزرگوں کی قبروں پر بچوں کے بال اتارنے جانا کیسا ہے؟

جواب:۔ ہرگز درست نہیں۔ بزرگانِ دین بال کے محتاج نہیں، کیا وہ بال کے بیوپاری ہیں؟ یہ کافروں کی عادت ہے۔ ایسے بے شرع کام کرنے کے لئے قبروں کے پاس جانے والی عورتوں پر اور لے جانے والے مردوں پر خدا اور رسولؐ کی لعنت ہے۔

سوال:۔ قبروں پر چادر اُڑھانا، پھول صندل چڑھانا کیسا ہے؟

جواب:۔ پیغمبروں، صحابیوں اور اماموں کی قبروں پر نہ چادر اُڑھاتے ہیں، نہ پھول صندل چڑھاتے ہیں، صرف ہندوستان کے عوام میں اس قسم کی بدعتی رسوم کا رواج ہے۔ ملاحظہ ہو مولوی عبدالحیٔ بنگلوری کا خطبہ اور تنبیہ العوام جس میں ان کاموں کو منع فرمایا ہے۔

سوال:۔ مشکل کے وقت دُور دُور سے اولیاء اللہ کو پکارنا ان سے (چاہنا) مُرادیں مانگنا کیسا ہے؟

جواب:۔ یہ سب اللہ تعالیٰ کی خاص صفتیں ہیں غیب کا جاننا دُنیا والوں

کی فریادیں سُننا حاجت روائی مشکل کشائی کرنا، مرادیں برلانا وغیرہ خدا ہی کی قدرت میں ہے، اللہ تعالیٰ نے وہم پرستوں کے مشرکانہ باطل عقائد کو دور کرنے کے لئے قرآن شریف کی سورۂ انعام میں اور سورۂ اعراف، سورۂ یوسف، سورۂ یونس، سورۂ کہف، سورۂ نمل وغیرہ میں افضل الانبیاء حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی زبانِ مبارک سے صاف صاف اسطرح کہلوادیا ہے کہ زمین وآسمان میں خدا کے سوا کوئی غیب داں نہیں ہے۔ میں بشر ہوں۔ انسان ہوں، الہام یا وحی کی اطلاع کے بغیر میں کوئی غیب کی بات نہیں جانتا اور خود میرے لئے یا دوسروں کے لئے نفع یا نقصان پہنچانے کا بھی مجھے کچھ اختیار نہیں۔ ان باتوں کا مالک صرف خدا ہی خدا ہے، میری تمام حاجتیں بھی اللہ ہی پوری کرتا ہے ہر مسلمان مرد عورت اپنے دکھ درد میں خدا ہی کو پکارے۔ اسی سے مدد چاہے اور مرادیں مانگے وغیرہ وغیرہ۔ قرآن مجید اور احادیث شریف سے ثابت ہے کہ بڑے بڑے انبیاء علیہم الصلاۃ والسلام نے کیا کیا مصیبتیں جھیلیں صحابۂ کرامؓ نے کیا کیا تکلیفیں برداشت کیں، اور کتنے شہید ہوئے یہ سب حالات انسان کی عاجزی، لاچاری، مجبوری، اور بے بسی کا اعلان کرتے ہیں۔

پس خدا کے سوا کسی نبی۔ ولی، شہید کو دور کی آواز سُننے اور مرادیں برلانے، بگڑی بنانے کی طاقت نہیں، اس کے خلاف اعتقاد رکھنا اور خدا کے سوا کسی دوسرے سے مرادیں مانگنا شرک وکفر ہے ہرگز درست نہیں ہے ؎

یہ سب شرک وگنہ سے باز آجاؤ مسلمانو
مرا مانو نہ مانو، پر خدا کا حکم تو مانو

حضرت محبوب سبحانی سیدنا شیخ عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ اپنی خاص کتب فتوح الغیب، فتح ربانی، غنیۃ الطالبین میں فرماتے ہیں کہ ہمیشہ کلمہ پڑھا کرو۔ خدا کی توحید اور اس کی قدرت کا خیال رکھو، اللہ تعالیٰ دنیا کی تمام چیزوں کا خالق و مالک ہے، ہر جگہ حاضر و ناظر ہے فریادرس حاجت روا، مشکل کشا ہے، جِلانا اور مارنا نفع و نقصان پہنچانا، امیر یا فقیر بنانا، عزت یا ذلت دینا، دنیا اور آخرت کے تمام کاروبار اللہ ہی کے دستِ قدرت میں ہیں تم اپنی تمام حاجتیں خدا ہی سے طلب کرو، دوسروں سے مُرادیں مانگنا شرک ہے شرک بڑا گناہ ہے اس سے بچو وغیرہ وغیرہ۔

حضرت محبوب سبحانیؒ کی محبت کا دم بھرنے والو! حضرت کے ان سنہری اقوال پر عمل کر کے سچی محبت کا ثبوت دو۔ ہمارا دین برحق مسئلہ توحید باری تعالیٰ کی وجہ سے دیگر ادیانِ عالم پر فوقیت رکھتا ہے۔ اس خصوصیت کو مٹانے کی تدبیر کرنے والے بدعتی منافق دوزخی ہونگے اس کی مدلل تفصیل کے لئے حضرت مولانا مولوی محمد منظور نعمانی صاحبؒ مدیر "الفرقان" لکھنؤ کی کتاب "اسلامی توحید" اور "درسِ توحید" ضرور ملاحظہ فرمائیں، بہت ہی مفید ہیں۔ جضرت محمد یوسف صاحب مبشر نصائح منظومہ کے صفحہ ۵۸ میں لکھتے ہیں کہ :-

"پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کو غیب داں سمجھنا کفر ہے"۔

اور پانچویں چھٹے باب میں لکھتے ہیں کہ :-

اولیاء اللہ سے منت مُرادیں مانگنا شرک ہے کسی نبی یا ولی کو ایک مکھی بھی جلانے کی طاقت نہیں ہے، وہ کون سا کام ہے جو خدا سے

نہیں ہوتا ؟ خدا کے سوا دوسروں سے منت مُرادیں مانگنے والے مشرک ہیں۔ شدوں (عَلموں وجھنڈوں) پیروں سے مدد چاہنا کتنا کفر ہے وغیرہ وغیرہ تفصیل کے لئے کتاب دیکھیں۔

اللہ تعالیٰ نے معراج کی رات پیغمبر صلّی اللہ علیہ وسلّم سے امّت کی جو شکایات کیں اس کا حال اور شرک کا بیان مولانا شاہ عبدالحیؒ بنگلوری نے "جنان السیر" میں چمن سوم کے اخیر میں جو لکھا ہے قابلِ مطالعہ ہے شاہ عبدالعزیز محدّث دہلویؒ اپنے فتوے میں لکھتے ہیں کہ اکثر مسلمان اسی خیال سے بزرگوں سے مدد چاہتے ہیں کہ اولیاء اللہ اپنے مرتبے کے زور سے خدا کی تدبیر کو اپنی مرضی کے تابع کر کے ہماری مرادیں برلاتے ہیں۔ ایسا اعتقاد خالص شرک و مشرکانہ ہے۔

ایسے ہی بدعقیدوں کے جھوٹے قصّوں کو زین المجالس وغیرہ کتب کے مصنّفوں نے کرامت کا نام لگا کر عوام کو گمراہ کر کے اپنی عاقبت خراب کی ہے۔ مثلاً حضرت محبوب سبحانی سیّدنا شیخ عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ کا اپنے کسی مرید کے مقدر میں ایک اولاد بھی نہ ہونے کی بات معلوم ہونے کے باوجود اپنی ہٹ دھرمی اور ضد سے ایک تو کیا سات بیٹے دینے تک اللہ کو عاجز کر دینا، اور بروایت زین المجالس خدا و رسولؐ کو نہ جاننے والے بے دین مرید کو قبر کے عذاب سے بچانے کے لئے منکر نکیر کو ڈرا کر گرزیں چھین لینا اور ایک مرید کی روح کو چھڑانے کے لئے چوتھے آسمان پر عزرائیل علیہ السلام سے بزورِ ظلم زنبیل چھین کر مرید کی اور اس روز قبض کر کے زنبیل میں بھری ہوئی تمام روحوں کو چھوڑ دینا، اور اُن سب مُردوں کا زندہ ہو جانا اور اپنے مریدوں کی حاجت روائی اور مُشکل کُشائی بغیر تاخیر آپ

خود کرتے رہنا وغیرہ وغیرہ۔

ان جھوٹے قصّوں سے ایسے بڑے جلیل القدر، خدا ترس بزرگ پر حکمِ خداوندی کی مخالفت، مقرب فرشتوں کی بے حرمتی اور اللہ جلّ شانہ کے عاجز ہونے، اور آپ خود حاجت روا، مشکل کشا ہونے کے جھوٹے الزامات لگائے گئے ہیں، جو قواعد و کرامات کے خلاف اور خود اقوالِ حضرت محبوب سبحانیؒ سے کوسوں دور ہیں، اور حضرت محبوب سبحانیؒ کی نظرِ کیمیا اثر سے قدیم چور اور جاہل سے جاہل شخص بھی عالم و عارف ولی بنتے تھے آپ کی تعلیم و تربیت کو اس قدر ناقص بتایا ہے کہ ان کا خادمِ خاص خدا اور رسولؐ کو بھی نہ جانتا تھا، یہ بھی حضرتؒ کی بڑی توہین ہے اور حیوان و انسان کی اچھی بُری تمام روحوں کو عزرائیلؑ ایک ہی جھولی یا تھیلی میں بھرنے کا قصّہ بھی من گھڑت ہے۔ ایسی بے دینی جھوٹی باتوں سے حضرت محبوبِ سبحانی قدس سرہٗ کو بدنام کرنے والے نادان قابلِ توبہ ہیں، تفصیل کے لئے حضرت تھانویؒ کا امداد الفتاویٰ جلد پنجم کے ص۳۴۰ سے ص۳۷۸ تک طبعِ جدید کراچی جلد ششم ص۶۸ تا ص۸۴ ملاحظہ فرمائیں۔

معتبر کتابوں میں ہے کہ خلافِ شرع بے سند روایات کا لکھنا پڑھنا سننا سنانا حرام ہے۔ اس لئے خاص و عام مجلسوں میں پڑھنے اور بچوں کو پڑھانے کی کتب اور قصائد وغیرہ صحیح ہیں یا نہیں؟ سند یافتہ علماءِ دین سے دریافت کر لینا چاہئے، ورنہ گندی کتب پڑھنے پڑھانے میں محبت برباد گناہ لازم ہوگا، نیم حکیم خطرۂ جان کی طرح نیم مُلّا خطرۂ ایمان بنکر دوزخ کی ہوا کھانی پڑے گی۔

چند اسلام نما کفر و شرکیہ اشعار کا نمونہ ملاحظہ فرمائیں

(۱) اپنا اللہ میاں نے ہند میں نام
رکھ لیا خواجہ غریب نواز

(۲) حقیقت میں دیکھو تو خواجہ خدا ہے
ہمیں در پہ خواجہ کے سجدہ روا ہے

(۳) نورِ رب، شکل میں انسان رسولِ عربیؐ
کبھی بندہ کبھی سلطان رسولِ عربیؐ

(۴) وہی جو مستوئ عرش تھا خدا ہو کر
اتر پڑا ہے مدینہ میں مصطفٰے ہو کر

(۵) حق اور غوث ایک کہوں تو روا نہیں
کس طرح دو کہوں کہ یہ دونوں جدا نہیں

(۶) ہمارے سرورِ عالمؐ کا رتبہ کوئی کیا جانے
خدا سے ملنا چاہے تو محمّد کو خدا جانے

(۷) اللہ کے پلے میں وحدت کے سوا کیا ہے؟
جو کچھ ہمیں لینا ہے لے لیں گے محمّدؐ سے

(۸) اٹھا کر میم کا گھونگھٹ جو جھانکا تیری کملی کو
تو دیکھا ذاتِ احمدؐ میں احد روپوش رہتا ہے

(۹) شریعت کا ڈر ہے نہیں تو صاف کہدوں
خدا خود رسولِ خدا بن کے آیا

(۱۰) علیؓ جو چاہیں تو مقصد کو سربراہ کریں

گدا کو چاہیں تو اک پل میں بادشاہ کریں

(۱۱) شرک کہا کریں کہنے والے کام نہیں مجھکو اُنسے

جب پڑی مشکل میں نے پکارا بابا شرف الدین پیرؒ

(۱۲) جو کچھ بھی مانگا آپ سے اللہ سے وہ مل گیا

بابِ اجابت آپ ہیں حضرت اُجالا شاہِ ولیؒ

(۱۳) محروم اس در سے کوئی زائر کبھی جاتا نہیں

کانِ مروت آپ ہیں حضرت اُجالا شاہ ولیؒ

برادرانِ اسلام! ایسی تمام باتوں کا اعتقاد رکھنا ایمان سے ہاتھ دھونا ہے۔

سوال:۔ پیغمبروں کے معجزات اور اولیاء اللہ کی کرامات حق ہیں یا نہیں؟

جواب:۔ صحیح روایات سے جو ثابت ہیں برحق ہیں۔ انبیاء کرام اولیاء اللہ اللہ تعالیٰ کے عاجز اور فرماں بردار بندے ہیں۔ زندگی میں اور وصال (یعنی انتقال) کے بعد بھی اُس کارخانے میں کچھ بھی قدرت نہیں رکھتے، رہے ان کے معجزات و کرامات تو ان کی حقیقت یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ اپنے خاص بندوں کی عزت بڑھانے۔ اسلام اور مسلمانوں کے غلبہ کے لئے یا اور کسی مصلحت کے تحت پیغمبروں سے معجزات اور اولیاء اللہ سے کرامات ان کی زندگی میں ظاہر کراتا ہے مگر بغیر ارادہٗ خداوندی وہ خود جب چاہے اور جو چاہے معجزات تو کیا کرامات بھی ظاہر نہیں کر سکتے جیسا کہ سورۂ ابراہیم اور سورۂ مؤمنون میں ہے۔

سوال:۔ اولیاء اللہ کون ہیں۔ ان کا عمل کیا ہے؟

جواب:- ولی دوست کو کہتے ہیں۔ اولیاء اللہ صحابہ رضوان اللہ علیہم اجمعین اور ان کے متبعین اللہ کے دوست ہیں، ولی سچے دل سے خدا اور رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی فرماں برداری، شریعت کی پابندی اور عبادت کرنے والے بڑے پرہیزگار ہوتے ہیں، اور خلافِ شرع شرک و بدعت اور حرام کاموں سے بچتے رہتے ہیں اور خدا سے ڈرتے رہتے ہیں اس طرح توحید وسنّت پر جمے رہنے والوں کو یقیناً ولی کہتے ہیں۔ ان کی پیروی کرنے سے، ان کی محبّت وتعظیم وتکریم ادا ہوتی ہے، اس میں ہماری نجات بھی ہے صرف زبانی محبت کی شیخی بگھارتے رہنا فضول ہے، اولیاء اللہ کا ماننا اس کے سوا اور کیا ہے کہ ان کے اعمال صالحہ کے سبب ہم ان سے محبّت رکھیں اور ان کی صالح زندگی سے اثر قبول کر کے اپنے کو بھی صالح اللہ کا فرماں بردار بندہ اور رضائے الٰہی کا جویا بنائیں، اولیاء اللہ اور صلحاء کرام سے خوش گمانی اور محبّت وعقیدت ہی رکھنی چاہیئے کہ انھوں نے اپنی زندگیاں کتاب وسنّت کا اتّباع اور دین کی خیر خواہی میں گذاری ہیں۔

اولیاء اللہ نے دین کی بڑی خدمات انجام دی ہیں اور دنیا میں بہت سا کفر مٹا کر اسلام پھیلایا ہے ایسے ولیوں کے دشمن بے وقوف مردود ہیں مگر افسوس ہے کہ آج کل کے بعض جاہل، بے علم، بے شرع بے نمازی، پاگل دھوکہ بازوں کو بڑے پیر، ولی سمجھ کر ان کے بدعقیدوں اور بے جا خدمتوں میں برباد ہو جاتے ہیں، مگر سچے پیر و مرشد، رہبر عالم، استاد، اور جاں نثار ماں باپ کی خدمت اور قدر نہیں کرتے ایسی بے تمیزی کج روی اور حق تلفی پر رونا چاہیئے۔

حضرت بشیر صاحب نصائح منظومہ کے انیسویں باب میں لکھتے ہیں کہ آج کل گمراہ کرنے والے خشکی تری روا باشد کے دھوکہ باز چرس بیار سجدہ لینے والے ملحد پیران نکلے ہیں، وہ ابلیس کے چھوٹے بھائی ہیں ان کے مرید نہ ہو ان کے مکر و فریب سے بچو وغیرہ وغیرہ تفصیل کتاب میں ضرور ملاحظہ فرمائیں۔

بعض بدعتی طفلِ مکتب اپنے سوا تمام مسلمانوں کو اسلام سے خارج سمجھتے ہیں، دین کی حفاظت اور اصلاح کرنے والے علمائے کرام پر اکابرینِ اُمّت پر محدثین و مفسرین پر ناحق وہابی وغیرہ کے جھوٹے الزامات لگا کر ان کی غیبت اور بدگوئی سے دنیا اور آخرت میں اپنا منھ کالا کرتے رہتے ہیں مگر اپنی سراپا لہابی خطا کاریوں سے نہیں شرماتے اس کی تفصیل "وہابی کی نشانی بی جہالت کی زبانی" میں دیکھو مصنّف جناب مولوی محمّد محمود صاحب سنّی حنفی بدایونی۔

سوال :۔ دعاؤں میں بزرگوں کا وسیلہ بنا لینا درست ہے یا نہیں؟

جواب :۔ اکثر علمائے دین کے نزدیک ایسا کہنا درست ہے کہ یا اللہ حضرت محمّد صلی اللہ علیہ وسلّم یا خلفائے راشدین، عشرہ مبشرین، صحابہ صالحین وغیرہ بزرگانِ دین کے طفیل سے میری دعا قبول فرما اس طرح خدا سے دعا کرتے وقت کسی بزرگ کا نام درمیان لانے کو وسیلہ کہتے ہیں مگر قرآنی دعاؤں میں اس طرح وسیلہ لینے کا کہیں ذکر نہیں ہے اس لئے بعض علمائے دین ایسے وسیلہ کو جائز نہیں سمجھتے۔

سوال :۔ بعض لوگ کہتے ہیں کہ بغیر سیڑھی کے کوٹھے پر چڑھنا اور بغیر وسیلہ بادشاہ تک پہنچنا ممکن نہیں۔ اسی طرح اللہ کے دربار میں پہنچنے کے

لئے بزرگوں کی قبروں کا وسیلہ ضروری ہے وَابْتَغُوْا اِلَیْهِ الْوَسِیْلَةَ دلیل ہے، کیا یہ صحیح ہے؟

جواب :۔ خداوند تعالیٰ قادرِ مطلق کو دنیا کے بادشاہوں کا سا سمجھنے والوں کا ایمان ٹھیک نہیں، بادشاہ ملک کا انتظام اکیلا کرنے سے عاجز اور لاچار ہے اس لئے اس کو نوکروں مددگاروں کے ذریعہ ہی ملک کا انتظام کرنا پڑتا ہے اور اپنے نوکر برابر کام کرتے ہیں یا نہیں بغیر اطلاع کے بادشاہ کو معلوم بھی نہیں ہوتا اور ملک میں خلل اندازی کے خوف سے بعض وقت عہدہ داروں کی جھوٹی سفارش بھی ماننی پڑتی ہے اور بادشاہ اپنے جان و مال کے خوف سے محلوں پر پہرے لگا دیتا ہے بغیر اجازت اس کے پاس کوئی جا نہیں سکتا۔

دونوں جہاں کا خالق و مالک عالم الغیب پروردگار عالم کسی کا عاجز اور کسی کی مدد کا محتاج نہیں، خدائے تعالیٰ اپنی قدرت سے ہر جگہ حاضر و ناظر ہے، ہماری شہ رگ سے بھی قریب ہے اور قرآن کریم میں خدا کا ارشاد ہے کہ مجھ ہی سے دعا کرو قبول کروں گا، مرادیں مانگو پوری کروں گا، پھر اللہ کی اس عام اجازت سے اور مرضی کے خلاف ادھر ادھر بھٹکتے پھرنا جہالت اور نادانی ہے، جان لینا چاہیئے کہ اللہ تعالیٰ کے قرب کا وسیلہ صرف دو چیزیں ہیں (۱) اعمالِ صالح (۲) اوصافِ حمیدہ ان دونوں کا ذکر اذان کی دعا میں موجود ہے جو آنحضرت صلّی اللہ علیہ وسلّم نے خود امّت کو تلقین فرمائی ہے، جو لوگ آنحضرت صلّی اللہ علیہ وسلّم کے اقوال و افعال کی متابعت کو چھوڑ کر جو حقیقی وسیلہ ہے محض بزرگوں کی ذات کو وسیلہ بناتے ہیں غلطی پر ہیں کیوں کہ وسیلہ اوصافِ حمیدہ اور اعمالِ صالحہ کا نام ہے۔

لیکن بعض قبر پرست وسیلہ صرف بزرگوں کی قبروں پر جا کر ان کو سفارشی بنانا کہتے ہیں، یہ بے سند بات ہے، سورۂ مائدہ کی پوری آیت کا صحیح مطلب یہ ہے کہ اے ایمان والو! اللہ سے ڈرو نفس کی خواہشات کو دبا کر شریعت کے حکموں پر عمل کرنے کے وسیلہ سے خدا کی خوشی اور رحمت کو حاصل کرو فلاح پاؤ گے۔

لہٰذا نیک عمل کی اصلی سیڑھی کو چھوڑ کر صرف قبروں پر قربان ہونے کو وسیلہ سمجھنا بے وقوفی ہے، اللہ کے سوا دوسروں کو پکارنا، اُن سے مدد چاہنا سراسر گمراہی ہے۔

اللہ تعالیٰ سورۂ نحل میں فرماتے ہیں کہ لوگ اللہ کے سوا جن لوگوں کو پکارتے ہیں وہ کوئی چیز پیدا نہیں کر سکتے خود مخلوق ہیں اور مرے ہوئے بے جان ہیں، اور سورۂ فاطر اور سورۂ نمل میں ارشاد ہے کہ (اے نبیؐ) تم قبر میں پڑے ہوئے مُردوں کو سنا نہیں سکتے۔

مشہور علماء دین و مشائخین کے اقوال ملاحظہ فرمائیں

حضرت امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ اہل قبور سے دعا کرنا کرانا وسیلہ پکڑنا درست نہیں (درمختار)

شاہ ولی اللہ محدث دہلویؒ مشرکین مکہ بتوں کی روحوں کو توجہ کا قبلہ سمجھتے تھے مسلمان بجائے بتوں کے قبروں کو سمجھتے ہیں (فوز الکبیر)

انبیاء علیہم السلام اپنی زندگی میں یا موت کے بعد اللہ تعالیٰ کے کاموں میں کسی قسم کا دخل یا تصرف نہیں رکھتے ہیں۔ (البلاغ المبین)

شاہ عبد القادر محدث دہلویؒ

از روئے آیت شریف (ایاک نعبد و ایاک نستعین) ۔ اللہ کے سوا کسی نبی، ولی یا فرشتہ سے مدد مانگنا حرام ہے ۔

شاہ محمد اسحاق محدث دہلویؒ

مُردے سے اپنی حاجتیں طلب کرنا، مُردہ کسی قسم کا تصرف رکھتا ہے سمجھنا، اللہ کے پاس سفارش کر کے مصائب دور کرنے کو کہنا صریح شرک اور کفر ہے (مأتہ مسائل)

شاہ عبد العزیز محدث دہلویؒ

بلا دور ہونے کے لئے غیر اللہ کو پکارنا اور نفع نقصان کا ان کو مختار سمجھنا شرک ہے (تفسیر عزیزی)

قاضی ثناء اللہ حنفی پانی پتیؒ

انبیاء، اولیاء کی قبروں کو سجدہ کرنا، طواف کرنا، ان سے مدد مانگنا، ان کی نذر کرنا یہ سب حرام ہیں ۔ (مالابد منہ)

عبد الحئی لکھنویؒ

ہر شخص کی پکار کو ہر جگہ سے ہر وقت سُننا اللہ تعالےٰ کی خاص صفت ہے، اللہ کے سوا کسی اور کے ساتھ ایسا اعتقاد شرک ہے ۔ (فتاویٰ)

پیران پیر حضرت محبوب سبحانیؒ

اپنے دلوں کو غیر اللہ سے پاک و صاف رکھو، جو شخص غیر اللہ سے نفع و نقصان کی امید رکھے وہ اللہ کا عابد نہیں بلکہ وہ اس کا بندہ ہے جس سے یہ توقع رکھتا ہے ۔ (فتح ربانی)

اپنی کُل حاجتوں کو خدا پر چھوڑ دو، تمام خلقت سے منہ پھیر کر اللہ

کی طرف جھک جاؤ۔ (فتوح الغیب)

شیخ فریدالدین عطارؒ اے انسان! مصیبت میں خدا کے سوا کسی سے مدد نہ مانگ، خدا کے سوا کوئی فریاد رس نہیں، جو اللہ کے سوا کسی دوسرے کو پکارتا ہے دنیا میں اس سے زیادہ کون گمراہ ہو سکتا ہے۔

حضرت جلال الدین مولانا رومی تم دوسروں سے کیوں مانگتے ہو؟ کیا اللہ تعالیٰ اتنا مفلس ہو گیا ہے کہ تمہاری خواہش پوری نہیں کر سکتا؟ اپنی مرادیں رزق وغیرہ خدا ہی سے طلب کرو، پانی ہمیشہ جاری نہر ہی سے ملا کرتا ہے۔

فتاویٰ بزازیہ حنفی مذہب کی معتبر کتاب میں ہے کہ جو کوئی یہ اعتقاد رکھے کہ بزرگوں کی روحیں ہر جگہ حاضر و ناظر ہیں وہ کافر ہے۔

مجالسِ ابرار اور دیگر کتب حنفیہ میں ہے کہ مُردوں سے مدد مانگنا حرام ہے۔

سوال:۔ کہتے ہیں کہ حضرت امام حسینؓ اپنے نانا جان کی امت کی بخشش کے لئے کربلا میں شہید ہو گئے۔ اس کا کیا مطلب ہے؟

جواب:۔ شہیدِ کربلا کے عوض ہم کو چھٹی مِل جانا لغو بات ہے مطلب یہ ہے کہ ملکِ شام کا خلیفہ یزید حضرت امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو جبراً اپنا تابع فرماں بردار مُرید بنانا چاہتا تھا مگر حضرت امام حسینؓ نے اس کی بیعت کو اس لئے منظور نہ فرمایا کہ اگر میں باطل و بے شرع سے دب جاؤں تو نانا جان کی امت بھی باطل پرستی کے گناہ میں گمراہ ہو جائے گی، اس لئے

امت کو قیامت تک حق پرستی کا سبق دینے کے لئے اپنی جان کو اور سارے کنبہ کو حق پر قربان کر کے شہید ہو گئے ہم لوگوں کو امام حسینؓ کے سبق کو کبھی نہ بھولنا چاہیئے حق پر چلنا اور حق کی تائید کرتے رہنا چاہیئے مگر افسوس ہے کہ آج کل آلِ رسولؐ کا دعوی کرنے والے اور پیر و مرشد کہلانے والے خرافاتی عرس و محترم کے میلوں میں سردار بن کر عوام کو باطل پرستی کے گناہ میں غرق کر رہے ہیں اور دین کو مٹا رہے ہیں بمصداق ع

"اس گھر کو آگ لگ گئی گھر کے چراغ سے"

اگر یہ پیر و مرشد، صوفیائے سلف و صالحین کی طرح سچے رہبر بن جائیں تو قوم سدھر جائے گی اور بعض خاندانی علم کا دعویٰ کرنے والے حضرات بھی پسر نوحؑ کی طرح بدعتی کاموں میں عوام کے پشت پناہ بنکر خاندان کا نام گم کر دیتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ سب کو نیک توفیق سے نوازے۔ آمین۔

سوال:۔ اولیاء اللہ کی قبروں کی زیارت اور فاتحہ کے لئے عرس کو جانا درست ہے یا نہیں؟

جواب:۔ قبرستان عبرت حاصل کرنے اور موت کو یاد کر کے ڈرنے اور اپنے گناہ سے توبہ کرنے کی جگہ ہے اس کے خلاف آج کل عرس کے میلوں میں مزاروں کے پاس خدا اور رسولؐ اور اولیاء اللہ ناراض اور بیزار ہونے کے گندے کام ناچ گانا بیانڈ باجا بجانا، عورتیں بے گوشہ ہونا، اصلی یا نقلی قبروں کے اطراف تعظیم سے پھرنا، طواف کرنا، سجدہ کرنا، غیر اللہ کی نذر و نیاز کرنا، ولیوں سے منتیں، مُرادیں مانگنا وغیرہ وغیرہ ناجائز حرام کام اور شرک و بدعت کے بُرے اور باطل عقائد ہوا کرتے ہیں، ایسے وقت وہاں

جانا سخت گناہ حرام ہے۔ ہرگز درست نہیں اور دور و نزدیک سے خرافاتی عرس کو جانے آنے میں پیسہ خرچ کرنا بھی اسراف ہے۔

سورہ بنی اسرائیل میں اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ اسراف کرنے والے شیطان کے بھائی ہیں۔

نماز روزہ چٹ، عرس محرم گھٹ، عجب مسلمانی، ڈاڑھی چٹ، کراف گھٹ کس کی نشانی ہے؟ ہمارے پیغمبر ختم الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے کہ لوگو! میری قبر کو عیدگاہ نہ بنانا، سجدہ گاہ نہ بنانا کیونکہ اگلی امتیں یہ عمل کرکے مشرک ہوگئیں، اللہ میری امّت کو اس برے عمل سے بچائیے۔

سوال ۱:۔ بعض دیہات کے قاضی پیش امام، متولی نمازی بھی رواجی عرس محرم کرتے ہیں اور دوسروں کو بھی کرنے پر مجبور کرتے ہیں انکی پیروی کرنا درست ہے یا نہیں؟

جواب:۔ ع جو کفر از کعبہ برخیزد کجا ماند مسلمانی

قاضی متولی پیش امام وغیرہ قوم کو مشرکانہ ترغیب دیں تو اسلام کہاں زندہ رہے گا؟ پیش امام اور جماعت کے بڑے قوم کے سردار ہوتے ہیں اور قوم کو سُدھارنا ان ہی کا کام ہے، ورنہ سب کا گناہ ان کے سر بھی ہوتا رہے گا، پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کے وقت بعض لوگ نماز بھی پڑھتے تھے اور بت پرستی وغیرہ بھی کرتے تھے ایسی دورنگی چال والوں کو قرآن شریف میں منافق کہا گیا ہے، نماز کی صفت سورۂ عنکبوت میں اس طرح ارشاد ہے۔

اِنَّ الصَّلٰوۃَ تَنْھٰی عَنِ الْفَحْشَآءِ وَالْمُنْکَرِ۔	یعنی تحقیق نماز بے حیائی اور بُرے کاموں سے بچاتی ہے۔

کلمۂ طیب اور نماز کی ہر رکعت میں اِیَّاکَ نَعْبُدُ وَاِیَّاکَ نَسْتَعِیْنُ
پڑھ کر ہمیشہ اقرار کرتے ہیں کہ یا اللہ تو ہی عبادت کے لائق ہے ہم تیری
ہی عبادت کرتے ہیں اور تجھ ہی سے مدد مانگتے ہیں اس اقرار پر قائم
رہنے والے ایماندار نمازی خدا کے سوا کسی قبر، گوم، جھنڈے، پنجے،
سواری وغیرہ کی تعظیم وتکریم پوجا پاٹ نہیں کرتے، خلاف شرع بدعتی
بناسپتی عقائد وعمل والوں کی نماز کا خدا حافظ۔ اُن کی ناجائز گمراہ کرنے
والی ترغیب اور بے سند باتوں پر عمل کرنا شیطانی دھوکہ ہے، ہرگز درست
نہیں بہت پرہیز کرنا چاہیئے، کسی کارخانہ میں بے تجربہ منیجر، منشی، ڈرائیور
میکانک، مستری وغیرہ کو نہیں رکھتے تاکہ کام خراب نہ ہو جائے، اسی طرح مسجد
میں اچھے علم اور عقیدے والے پرہیزگار پیش امام کو مقرر کرنا چاہیئے ورنہ
سب کی نماز ناقص یا غارت ہو جائے گی، سارا وبال جماعت کے بڑوں پر
ہوگا (ملاحظہ ہو کتاب "اسلام کا نظامِ مساجد"، جس میں متولی، ممبر، پیشوا
کیسے ہونا اور مسجد کا انتظام کس طرح کرنا تفصیل سے لکھا ہے۔

سوال:۔ بعض مسلمان محرم میں شہدائے کربلا کی یاد میں پنجے، تعزیہ
اور سواری بٹھاتے ہیں، ان کے روبرو مرثیہ پڑھتے ہیں اور گرد ناچتے ہیں۔
باگھ بندر، جوگی، جوگن، سدی، جلالی، لیلیٰ مجنوں کی نقلیں اتارتے ہیں،
مرد عورت کا بھیس بدلتے ہیں، گلے میں زُنّار، پیشانی پر ٹیکا لگاتے ہیں،
گاتے بجاتے، کھیلتے، کودتے ہیں، اور اَلاوا جلا کر اس کے گرد یا علی دولہا
کی دھوم مچاتے پھرتے ہیں اور پنجے اٹھانے والے تکلّف سے بے ہوش
بن کر یہ ظاہر کرتے ہیں کہ حضرت امام حسن و حسین رضی اللہ عنہما بدن میں آگئے
ہیں، یہ پنجوں کی کرامت ہے، اسلام کی شان ہے کہہ کر بڑے اعتقاد اور

تعظیم و تکریم سے پنجوں کے روبرو فاتحہ پڑھتے ہیں، مورچھل جھلتے ہیں لہٰذا اسلام میں ایسا کرنا درست ہے یا نہیں؟

جواب: شہدائے کربلا کے واقعات دل گداز اور سبق آموز ہیں مگر پنجے، جھنڈے کھڑا کرنا، سواری بٹھانا، تعزیہ بنانا۔ اور ان کے روبرو فاتحہ وغیرہ پڑھنا باگھ بندر وغیرہ کی صورت بنانا، اَلاوا جلانا، گانا بجانا وغیرہ وغیرہ یہ سب لہو ولعب کے بے ہودہ کام سخت حرام قابلِ لعنت ہیں اور چاندی پیتل کے ٹکڑوں کو لکڑی میں چبھو کر دامنی باندھ کر حضرت امام حسنؓ و حسینؓ کا نام لگانا اُن کی شان کے خلاف بڑی بے عزّتی اور بزرگوں سے مشرکانہ مسخری ہے، ان بے دینی کاموں کو اسلام کی شان سمجھنا ڈبل بے وقوفی ہے، ہمارا اشرف المخلوقات جاندار ہو کر اپنے ہاتھوں سے بنائی ہوئی بے جان چیزوں کی تعظیم کرنا ہی بُت پرستی ہے۔ افسوس ہے کہ جو بُت شکن تھا وہ بُت ساز اور بُت پرست ہو جائے۔

شہدائے کربلا اور کوئی ولی کسی کے جسم پر ہرگز نہیں آتے، ایسا سمجھنا بڑی جہالت اور بزرگوں کو بدنام کرنے کی نالائق بات ہے، ہاں شیطانی عقائد اور عمل والوں پر شیطان سوار ہو سکتا ہے، یہ سب اسی اُستاد کے کھیل ہیں جو ہمارے ایمان و اسلام برباد کرتا ہے۔

مسلمانو! ہمارے تمہارے ماں باپ، بھائی بہن یا کوئی رشتہ دار مر جائیں تو اس وقت وہاں چند لوگ باجا بجائیں، مُردے پر گیت گائیں، اور اچھلنا کودنا شروع کریں تو کیا تم ہم خوش ہوں گے ہرگز خوش نہ ہوں گے بلکہ مارنے مرنے پر تیار ہو جائیں گے، اب ٹھنڈے دل سے خیال کریں کہ سردارِ دوجہاں حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے لاڈلے نواسے، حضرت علیؓ اور بی بی فاطمہؓ

کے لختِ جگر جنت کے سردار امام حسنؓ حسینؓ کے نام سے ایسا گانا بجانا اچھلنا کودنا کب جائز ہوگا ؟ انصاف سے دیکھیں کیا یہی آلِ رسول حضرت امام حسنؓ و حسینؓ کی محبت کی نشانی ہے، کیا ایسے خرافاتی ناجائز فاتحہ اور مرثیوں سے وہ خوش ہوں گے، نہیں نہیں ہرگز خوش نہ ہوں گے، یہ سب یزیدی حکامِ کوفہ کے ظالمانہ کام ہیں جنہوں نے شہدائے کربلا کو بھوکے پیاسے ستا ستا کر شہید کر دیا، اپنی جیت کی خوشی میں دھوم مچادی، پلاؤ بریانی کھا کر دودھ شربت پی کر شیطانی تماشے منا کر حق شہدا ادا کرنے کا عجب طریقہ ہے، اللہ تعالیٰ ہم سب کو نیک توفیق عطا فرمائے آمین۔

سوال:۔ بعض مسلمان کہتے ہیں کہ یہ رواجی عرس، محرم، رجب کی بائیسویں بڑے بڑے شہروں میں ہوتے ہیں، اور ہمارے باپ، دادا، استاد، پیر و مرشد سے چلا آتا ہے ہم ان کی پیروی کرتے ہیں تو اس میں کیا نقصان ہے؟

جواب:۔ دین کو خراب کرنے والے جاہل ایسی ہی بے جا باتوں سے عوام بے چاروں کو گمراہ کرتے ہیں، اگر باپ دادا کی اندھی تقلید ہی کافی ہوتی تو قرآن اور پیغمبر کی کیا ضرورت تھی؟ ہم کسی شہر والوں کی یا باپ دادا وغیرہ کی امت میں نہیں ہیں۔ ہم مسلمانوں پر شریعت کی پابندی فرض ہے، خلافِ شرع کسی کے حکم یا عمل کی پیروی کرنا حرام اور گناہ ہے مثلاً کسی شہر والے یا ہمارے باپ دادا پیر و مرشد گانجہ، تاڑی، سیندھی، شراب پئیں، زنا چوری وغیرہ کریں تو کیا ہمارے لئے بھی ایسا کرنا عقلمندی ہے؟ باپ دادا وغیرہ غریب، بھکاری، اندھے، لنگڑے، لولے تھے تو کیا ایسا ہونا ضروری ہے، ہرگز ضروری نہیں۔

عرب کے قدیم اور زبردست بت پرست، اسلام کی روشنی چمکتے ہی فوراً اپنے باپ دادا کی تمام برائیوں کو چھوڑ کر سچے ایماندار پکے مسلمان اور جنت کے حقدار ہو گئے۔ مگر افسوس ہے کہ ہندوستان کے بعض خاندانی مسلمان شیطانی مکر و فریب سے فاتحہ خوانی کے بہانے میں قبروں اور پنجوں اور جھنڈوں سواریوں کو پوجنے اُن سے منت مرادیں مانگنے لگے ہیں جو سخت حرام اور مشرکانہ کام ہیں شریعت میں ان کاموں سے بچنے کی اور دوسروں کو بچانے کی پُرزور تاکید کی گئی ہے اندھے کو باؤلی میں گرتے دیکھ کر نہ بچانا گناہ ہے۔

دوستو بزرگو! یزید نے اتنا بڑا گناہ نہیں کیا جتنا کہ آج مسلمان حضرت امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے بارے میں کرتے ہیں اگر امام حسینؓ زندہ ہوتے اور ان تعزیہ پرست پنجہ بردار مسلمانوں کو دیکھتے تو خدا کی قسم اس گناہ اور شرک کو مٹانے کے لئے جہاد کر کے شہید ہو جاتے۔

بعض جگہ دین کے دشمن مسجد کے قریب ہی خرافاتی عرس اور محرّم کے میلے مناتے ہیں، بیانڈ باجوں کی دھوم دھام سے غیر اقوام کو اعتراض کا موقع دینے کے علاوہ شور و غل مچا کر نمازیوں کی نماز غارت کر دیتے ہیں، اور بعض گانے بجانے والے بے تمیز قوال شریعت کی نماز کی، اور نمازیوں کی ٹھٹھا مسخری کے راگ الاپ کر لوگوں کو بے نمازی بنانے کا اعلان کرتے ہیں، یہ سب فاتحہ خوانی کی آڑ میں اسلام کو مٹانے کی شیطانی تدابیر ہیں، جو کھلا کفر ہے اس لئے تمام مسلمان ایک دِلی سے بے دینی کے میلوں کو مناسب طریقوں سے مٹانے کی کوشش کریں خاص کر مسجدوں کے پاس فوری توجہ سے بند کرا دیں تو خدا اور رسول صلی اللہ علیہ وسلم ولی، شہید وغیرہ تمام بزرگانِ

دین تم سے بہت خوش ہوں گے۔

مسلمان بھائی، بہنو! دنیا آخرت کی کھیتی ہے اللہ تعالیٰ مال و دولت دیکر آزماتا ہے، دنیا میں اچھے کام کرو، بُرے کاموں سے بچو، قیامت کے حساب وکتاب کا جزا و سزا کا خوب خیال کرو، خوابِ غفلت سے جاگو اور جگاؤ۔

ہر سال عرس و محرّم کے بے شرع کاموں میں بیجا خرچ ہونیوالی گاڑھی کمائی کے سیکڑوں روپیوں سے اپنے رشتہ داروں، اور غریب یتیم لڑکے لڑکیوں کا نکاح کرادیں، کپڑے دلادیں، ختنہ کرادیں، یا اُن کو تجارت پر لگادیں تو اسلام کی کتنی عزت ہوگی، کتنا ثواب ملے گا؟ سچے دل سے خیال کریں، اکثر لوگ مسجد، مدرسہ، وعظ ونصیحت وغیرہ نیک کاموں میں مدد کرنے سے بچنے کے لئے حیلے بہانے کرتے ہیں، مگر بے شرع عرس و محرم میں شادی و غمی کی بدعتی رسموں میں بیانڈ باجے وغیرہ حرام کاموں میں سینکڑوں روپیوں کے فضول خرچوں سے شیطان کو خوش کرکے گناہ گار ہوتے ہیں اس دیوانگی کو دیکھ کر خدا اور رسول ؐ کے حکم کے موافق اسلام کی حفاظت کرنے والے نائبینِ رسول ؐ یعنی علمائے دین توحید کے نور سے ایمان کو روشن کرنے والی تقریروں اور تحریروں سے قوم کی اصلاح کرنے برائیوں سے بچانے کی پرزور کوشش کرتے ہیں، بفضل تعالیٰ اکثر عقلمند بُرے کام چھوڑ کر راہِ راست پر آجاتے ہیں، شریعت کی پابندی سے خدا اور رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے دوست ہوجاتے ہیں۔

مگر افسوس ہے کہ بعض جگہ علمائے دین کے مقابلے میں ابوجہل کی طرح ازلی بدبخت برساتی کیڑوں کی طرح جمع ہوکر علمائے دین کو عوام میں

ناحق بدنام کرنے کے پروپیگنڈوں سے اور غیبت بدگوئی مسخری و دل آزاری سے ان کے وعظ و نصیحت کو قرآن و حدیث کی سچی اور اچھی رہبری کو روک کر خدا کے دین و اسلام کو دبانے کی بیجا کوشش میں ایڑی چوٹی کا زور لگاتے ہیں تاکہ اپنے بدعتی بے شرع شیطانی کاموں میں رکاوٹ نہ ہونے پائے ع

"مرض بڑھتا گیا جوں جوں دوا کی"

تجربہ کار حکیم یا ڈاکٹر مریض کا امتحان کر کے زود اثر اچھی دوا دیتا ہے اور نقصان کی چیزوں سے پرہیز کراتا ہے تاکہ جلد شفا ہو جائے عقلمند مریض ہدایات پر عمل کر کے بفضلِ تعالیٰ صحت پاکر خدا کا شکر ادا کرتا ہے، اگر مریض علاج نہ کرائے یا ڈاکٹر کی عمدہ اور مفید دوا کو خراب کڑوی سمجھ کر نہ کھائے پھینک دے اور پرہیز نہ کر کے بستر مرگ پر پڑا رہے یا مر ہی جائے تو ڈاکٹر کا کیا نقصان ہوگا؟ ساری دنیا اس بے وقوف بیمار پر ہی لعنت کرے گی۔

اسی طرح علمائے دین کی ایمان افروز باتوں کو نہ مان کر بے ایمانی کے کام ہی کرنے کی ضد کریں تو علماء کا کیا نقصان ہوگا؟ نافرمان ہی جہنم میں جائے گا۔ ع

"عمل سے زندگی بنتی ہے جنت بھی جہنم بھی"

علمائے کرام کی مخالفت کر کے حق کو مٹایا نہیں جا سکتا ؎

نورِ خدا ہے کفر کی حرکت پہ خندہ زن
پھونکوں سے یہ چراغ بجھایا نہ جائے گا

دنیا میں جہاں توحید اور حق و صداقت کی صدا بلند ہوتی ہے وہاں اس کے مخالف بھی پیدا ہو جاتے ہیں دونوں میں مقابلہ اور ٹکراؤ ہو کر دین کی

جیت اور باطل کی بُری طرح شکست ہو جاتی ہے جیسا کہ دین کے بڑے بڑے دشمن شداد، قارون، نمرود، فرعون، ہامان، ابولہب، ابوجہل وغیرہ کی بربادی مشہور ہے۔ اسی طرح بے شرع قبر پرستی عرس و محرم کے باطل عقائد اور عمل سے خدا کے دین کی دشمنی کرانے والے بدعتی جاہل مسلمان بھی اللہ تعالیٰ کے غضب اور غصّہ سے طرح طرح کی بلاؤں، مصیبتوں اور نقصانوں میں گرفتار ہو کر خوار و ذلیل ہو جائیں گے اور آخرت میں بھی سخت عذاب پائیں گے جیسا کہ قرآن و حدیث سے ثابت ہے اور دین کی خرابی چاہنے والوں کی بربادی کے لئے ہر جمعہ میں لاکھوں خطیب ممبر پر بددعا کرتے ہیں مگر ہم بُری عادت نہیں چھوڑتے۔ یہ تمام خرابیاں صرف بے علمی جہالت اور بُری صحبت کی وجہ سے ہوا کرتی ہیں، اس لئے ہر ایک مولوی، شیخ، قاضی، متولی، پیش امام وغیرہ تمام مسلمانوں پر فرض ہے کہ آپ خود یا چندے وغیرہ سے اپنے شہر اور گاؤں میں دینی مدرسے کھولیں اور نیک سیرت وصورت والے قابل اُستادوں کے ذریعہ قوم کو اور قوم کے نونہال بچوں کو دینی تعلیم سے سرفراز فرماتے رہیں، قرآن شریف کا ترجمہ پڑھائیں فقہ و عقائد سکھائیں، نمازی بنائیں، نیک راستہ بتائیں اور دوزخ کی آگ سے بچائیں اس میں تمہارا بڑا فرض ادا ہوگا مسجدیں آباد ہوں گی ہزاروں خیرات اور لاکھوں فاتحہ کا ثواب ہمیشہ جاری رہے گا۔ خدا اور رسول صلی اللہ علیہ وسلم اور بزرگانِ دین تم سے خوش ہوں گے، دنیا میں برکت اور آخرت میں جنّت نصیب ہوگی۔

مدرسے جاری رکھنے کے لئے ہر آدمی مالی امداد کرے دولت مند لوگ کچھ ملک وقف کر دیں یا اپنی زندگی کے بعد دینے کی وصیت کر جائیں اس نیکی کا ثواب قیامت تک جاری رہے گا، اور آخرت میں ضرور نجات ہوگی، اس

ڈور روزہ دنیا کی عزت کے لئے انگریزی وغیرہ دنیوی تعلیم پر ہزاروں روپے خرچ کرنے والے حضرات خود اپنے مذہب کی تعلیم پر بھی دلی توجہ فرمائیں تو کتنا اچھا ہوگا، اپنے کنبے کے تمام لوگ بھائی بہن بچے ایماندار نمازی شریعت کے پابند، خدا اور رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے دوست ہو جائیں گے اور آخرت میں ختم نہ ہونے والی زندگی ہمیشہ آرام سے گذرے گی۔

یاد رکھئے کہ اسلام کی ترقی آپس کے اتفاق و اتحاد میں مضمر ہے. اس لئے تمام مسلمان بھائی بھائی بن کر دینی خدمت کریں تو اللہ تعالیٰ ضرور کامیاب فرمائیں گے۔

دعوتِ عمل

اللہ رب العزت کا ارشاد ہے:۔

كُنْتُمْ خَيْرَ اُمَّةٍ اُخْرِجَتْ لِلنَّاسِ تَاْمُرُوْنَ بِالْمَعْرُوْفِ وَتَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنْكَرِ وَتُؤْمِنُوْنَ بِاللّٰهِ۔

یعنی تم بہترین امت ہو جو لوگوں (کے نفع) کے لئے پیدا کئے گئے ہو نیکیوں کا حکم کرتے ہو اور برائیوں سے روکتے ہو اور اللہ پر ایمان رکھتے ہو

برادرانِ اسلام! حضرت مولانا الحاج شاہ محمد الیاس رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی قبر کو اللہ تعالیٰ نور سے بھر دے جنہوں نے بستی نظام الدین دہلی میں ارشادِ خداوندی کے تحت حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے لائے ہوئے علم و عمل کو صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم کے طریقہ پر دنیا میں عام کرنے کے لئے دینی دعوت کو جماعتی شان سے شروع فرمایا، اب حضرت کے سچے خلف حضرت مولانا الحاج حافظ شاہ محمد یوسف صاحبؒ جو صحیح العقیدہ حنفی المذہب، عالم باعمل اور

متبعِ سُنّت ہیں، مسلمانوں کی اصلاح کے لئے اور دین کے اعمال کو زندہ رکھنے کے لئے رات دن جد و جہد فرما رہے ہیں۔ آج کل اس مقصد کے لیے علماء کرام کی سرپرستی میں لاکھوں کی تعداد میں دین کے دردمند اور آخرت کے فکرمند حضرات اپنے اپنے خرچ سے دنیا کے ہر ملک اور ہر مقام میں دورہ کررہے ہیں۔ اس جماعت کے افراد ایمان و یقین، نماز کی پابندی، دین کا علم حاصل کرنے، اللہ تعالیٰ کو کثرت سے یاد کرنے آپس میں اسلامی اخلاق استعمال کرنے اور ہر اچھے عمل کو اللہ کی خوشنودی کے لئے کرنے کی دعوت اور ترغیب دیتے ہیں، یہ حضرات جن میں ہزاروں علماء کرام بھی شامل ہیں دین سیکھنے اور سکھانے کا جذبہ اور درد لیکر نکلتے ہیں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے جان نثار صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم کی مبارک زندگی کا عملی نمونہ پیش کرتے ہیں آپ بھی اس کام میں حصہ لیں، عملی قدم اٹھانے کے بعد ہی یہ کام سمجھ میں آسکتا ہے، ایسے ایسے دیہات اور مقامات ہیں جہاں مسلمان بے کلمہ، بے نماز اور بے دین ہو کر زندگی گذار رہے ہیں۔ اور اسی حالت میں مر رہے ہیں، ان مقامات میں جاکر یہ دینی خدمت انجام دینا ہمارا اوّلین فریضہ ہے۔

ناظرینِ کرام! اصلاحی مضامین پر قرآن شریف کی آیات اور احادیث نبوی صلی اللہ علیہ وسلم کو جمع کیا جائے تو ایک ضخیم کتاب ہو جائے گی لہٰذا ضروری باتوں کو اختصار کے ساتھ لکھا گیا ہے جو طالبانِ رُشد و ہدایت کے لئے کافی ہیں میں اس مضمون کو قطبِ عالم حضرت شیخ الاسلام مولانا مدنی رحمۃ اللہ علیہ کے قابلِ قدر ارشادات پر ختم کرتا ہوں، اللہ تعالیٰ ہمیں عمل کی توفیق دے۔ آمین۔

ارشادات حضرت شیخ الاسلام مدنیؒ

(۱) نماز اور جماعت کی پوری پابندی کی جائے۔
(۲) ہر محلہ اور بستی میں کوشش کی جائے کہ کوئی آدمی بے نمازی نہ رہے۔
(۳) شریعت کے جملہ امور میں پابندی کی جائے اور لوگوں کو پابند بنایا جائے۔
(۴) تعلیم کو جس میں مذہبی ضروریات اور دنیاوی لزوم ہوں نہایت عموم کے ساتھ اشاعت دی جائے اور کم از کم بکثرت ابتدائی مکاتیب (مدرسے) قائم کئے جائیں۔
(۵) بیاہ شادی کی فضول خرچیاں یک قلم بند کردی جائیں اور بیاہ شادی کے لئے ایسے قوانین بنائے جائیں جن پر عمل کرنے میں غریب سے غریب آدمی بھی قرضدار نہ ہو۔
(۶) ختنہ، عقیقہ وغیرہ کی فضول خرچیوں کو بالکل بند کردیا جائے۔
(۷) مقدمہ بازی بند کردی جائے اور جہاں تک ہو سکے ہر محلہ ہر قوم کے پنچ فیصلہ یا صلح کرادیا کریں۔
(۸) لڑکوں اور لڑکیوں کو جوان ہونے پر جلد بیاہ دیا جائے۔
(۹) بیوہ عورتوں کو حتی الوسع بلا شادی نہ چھوڑا جائے۔
(۱۰) ہر قسم کی حلال تجارت میں مسلمان پورا حصہ لیں۔
(۱۱) سودی قرضہ لین دین یک قلم بند کردیا جائے۔
(۱۲) مسلمانوں میں آپس کے اختلافات بالکل دور کردئے جائیں اور

مذہب کی حفاظت اور مسلمانوں کی کمزوری کے دور کرنے میں باہم متحد ہو جائیں۔

(۱۳) اسلام کی اشاعت میں پوری پوری کوشش کی جائے اور نہایت مشفقانہ اور ناصحانہ طریقہ پر لوگوں کو اسلام کی طرف بلایا جائے۔

(۱۴) جو لوگ مسلمانوں میں مشرکانہ رسوم کے پابند ہیں اور غیر دل کے پڑوس کی وجہ سے قواعدِ اسلام سے کمزور ہیں۔ ان کو راہِ راست پر لایا جائے اور نہایت نرمی و محبّت سے ان کو درست کیا جائے۔

(بشکریہ اخبار "روشنی" بنگلور شیخ الاسلام نمبر)

دُعاء

قاضی الحاجات مجیب الدعوات اللہ جل شانہٗ وعم نوالہٗ کی بارگاہِ اقدس میں دلی دُعا ہے کہ وہ ہم سب کو اپنے فضل و کرم سے سیّد البشر شافعِ روز محشر حضرت محمدؐ مصطفیٰ صلّی اللہ علیہ وسلّم، خلفائے راشدین، صحابۂ کرام سلف صالحین، اولیاء کاملین اور جملہ بزرگانِ دین کی زندگیوں کا صحیح نمونہ بنائے اور مسلمان مرد عورت کو شرک و بدعت اور باطل کے شرور سے محفوظ فرمائے اور راہِ حق پر چلنے کی توفیق عطا فرمائے۔

آمین ثم آمین۔

٭ — ٭ — ٭

۲۲۲

جوازِ فاتحہ پر ایک نظر

اَلحَمدُ لِوَلِیّہٖ وَالصَّلوٰۃُ عَلیٰ نَبِیّہٖ اللّٰھم اَرِنَا الحَقَّ حقًا وَّ ارزُقنَا اتّبَاعَہٗ وَاَرِنَا البَاطِلَ بَاطِلًا وارزُقنَا اجتنابہ۔

ناظرین کرام! دو سال کا عرصہ ہوا کہ حیدرآباد دکن سے ایک کتابچہ بنام "جوازِ فاتحہ" شائع ہوا ہے جس میں چند مفید باتوں کے ساتھ اسوۂ حسنہ و روشِ صحابہؓ کے خلاف نظریات کی تبلیغ کی گئی ہے لہٰذا ہم نے سمجھا کہ مؤلف نے اپنے رسالہ میں جن آیات قرآنی و احادیثِ نبوی ؐ سے غلط نتائج اخذ کرتے ہوئے فرسودہ و خود ساختہ خیالات کو بہت ہی حسین و جمیل شکل میں پیش کیا ہے اُن میں سے ایک دو کی نشاندہی کریں اور حقیقتِ حال کو آپ کے سامنے رکھیں، اور بعض مسائل کی تشریحات تو ہم نے کتاب ہٰذا کے ضمیمہ سوالات و جوابات میں پیش کردی ہیں تاکہ عوام پر حقیقتِ عیاں ہوجائے۔ وما علینا الا البلاغ۔

تنقید بر اسم کتاب موسومہ بہ "جوازِ فاتحہ"

فاضل مؤلف نے اپنے رسالہ کا نام "جوازِ فاتحہ" رکھا ہے فاتحہ یعنی ایصالِ ثواب کے جائز ہونے پر کس فرد مومن کو کلام ہے؟ حالانکہ امّت مرحومہ اس کے امر مشروع ہونے کی قائل ہے۔ اگر کوئی فریق عدم جواز فاتحہ کا قائل ہوتا اور فاضل مصنّف "جوازِ فاتحہ" نام تجویز فرماتے تو خوب ہوتا عدم جواز فاتحہ کا قائل ہی مفقود ہو تو پھر جوازِ فاتحہ نام دینا غیر ضروری ہی نہیں بلکہ ایک قسم کی فتنہ انگیزی ہے۔

بایں عقل و دانش بباید گریست

البتہ اشکال فاتحہ صورِ ایصال ثواب میں مختلف آراء ہیں، نفس فاتحہ پر کسی کو اعتراض نہیں۔ اس کے جواز کا شاید ہی کوئی منکر ہو گا جب کتاب کا نام ہی غلط بنیاد پر ہو تو اس کے مضامین کے بارے میں کیا کہنا، یاللعجب ؎

قیاس کن زگلستانِ من بہار مرا

خودساختہ طریقۂ فاتحہ پر قیام

مصنف کتاب "جواز فاتحہ" نے تو اپنی بدعت پسند ذہنیت میں سرشار ہو کر " فاتحہ کا صحیح طریقہ " پر ہی نہیں بلکہ اُن بزرگانِ دین و علماء کرام سلف و حال ہند و پاک پر بھی بے جا تنقید کرتے ہوئے اپنے سرمایۂ علم و دانش سے وہ وہ گلکاری فرمائی ہے کہ فیا حسرتا۔

(ملاحظہ ہو صفحہ ۵۰ جواز فاتحہ)

حکیم صاحب! ہم نے اپنے چند خیالات کو اربابِ علم و فہم کے سامنے رکھا تھا، علماء کرام و مشائخینِ عظام اور صلحائے امت نے انہیں بنظرِ استحسان دیکھا، ہند و پاک کے جید اہلِ علم نے ان کی تصدیق کی، اکثر و بیشتر ملک بھر کے رسائل و جرائد و روزنامہ جات نے اس پر تبصرہ بھی کیا ہے، مگر آپ ہی کی ایک ایسی ذاتِ گرامی نکلی جو کتابِ مذکور پر لے دے کرنے کے لئے آمادہ ہو گئی، اگر آپ کو ہماری کتاب ایک نظر نہ بھاتی تھی تو آپ کا آنکھ بند کر لینا ہی کافی تھا، لیکن اس پر نقد و تبصرہ کا حق ادا کر کے علمائے امت پر گرد و غبار اڑانے سے تو پرہیز فرماتے کاش کہ آپ میں بصیرت ہوتی اور حقائقِ حق کو دیکھنے کی صلاحیت پیدا ہوتی ؎

گر نہ بیند بروز شپرہ چشم
چشمۂ آفتاب را چہ گناہ

آپ کی تفسیر بالرائے (تفسیر جلالی) بھی ہم نے دیکھی ہے بایں لحاظ آپ تو بڑے بڑے القاب کے حامل ہیں مگر ہماری تو یہی التجا ربدرگاہِ الٰہی جاری وساری ہے کہ رَبِّ زِدْنِیْ عِلْماً وَارْزُقْنِیْ فہماً لاعِلمَ لَنا اِلّاما عَلَّمتَنا ہمارا وظیفہ ہے فَوْقَ كُلِّ ذِيْ عِلْمٍ عَلِيْمٌ پر ہمارا ایمان ہے وَمَا أُوْتِيْتُمْ مِّنَ الْعِلْمِ اِلَّا قَلِيْلًا پر ہمارا ایقان ہے۔

راقم السطور بندۂ ظلوم وجہول ہے۔ اہل اللہ، عارف باللہ حضرات کی نظروں نے اس عاصی کو بدعات وخرافات سے متنفر کر دیا ہے۔ اسی کا ثمرہ کہیئے جو کتاب "فاتحہ کا صحیح طریقہ" کی شکل میں آپ کے سامنے موجود ہے ورنہ من آنم کہ من دانم۔

جناب من! ناچیز نے ایک پاک جذبہ لئے ہوئے کتاب ہٰذا کو لکھا ہے، شہرت ونام ونمود ریا مطلوب ہوتی تو یہ کتاب شرفِ قبولیتِ خاص وعام حاصل نہ کرتی جس پر آپ بھی غالباً انگشت بدنداں ہیں۔

پہلے فاتحہ خوانی پھر طعام خوردنی

مؤلف کتاب "جواز فاتحہ" نے بدعت کی حمایت میں قلم کے وہ جوہر دکھائے ہیں کہ شاید سادہ لوح عوام ہی اس کی دادِ تحسین دے سکتے ہیں۔ اہلِ علم کے نزدیک اس کتاب کی حیثیت فضول واہیات کے ایک پلندہ سے بڑھ کر کچھ بھی نہیں، نادان مؤلف نے بیسیوں وجوہات گناتے ہوئے اپنے باطل عقیدے کو صحیح ثابت کرنے کی ممکنہ کوشش کی ہے اور اپنا سارا زور اسی پر صرف کیا ہے کہ پہلے فاتحہ مروجہ پڑھ لی جائے بعد میں کھانا کھلایا جائے اور پھر یہ کہنا کہ کھانا کھلا کر فاتحہ پڑھنا غلط فہمی پر مبنی ہے کاش کہ فاضل مصنف ذرا آج کل کے بگڑے ہوئے معاشرہ پر نظر غائر ڈالتے اور اس کے

بگاڑ کو پیشِ نظر رکھتے اور اپنے نظریہ میں جو نمایاں خامیاں ہیں تنہائی میں غور کرتے اور دور اندیشی کا جوہر اگر مصنف کتاب میں ہوتا تو ضرور اپنے خیالِ خام سے باز آجاتے۔ کامل صاحب مندرجہ ذیل صورت میں اپنے خود ساختہ طریقہ فاتحہ کی قباحت ملاحظہ فرمائیے مثلاً ایک گھر میں ایصالِ ثواب کے لئے پکوان تیار کیا گیا ہے جس میں ننھے ننھے معصوم بچے بھی ہیں اور کچھ بھوکے و بیمار افراد بھی، وہ مجبور اور یہ معذور کھانا (جو فاتحہ کیلئے تیار شدہ ہے) طلب کر رہے ہیں بچے کھانے کا منہ تکتے ہیں اور پیچ و تاب کھا کر رہ جاتے ہیں اور بعض اوقات کھانے کے لئے بھوک سے بے چین ہو کر رو پڑتے ہیں۔

دوسری جانب بھوکے بیمار جو کھانے کے لئے تڑپ رہے ہیں، اور فاتحہ خوانی میں کافی تاخیر ہونے کا امکان ہے تو ایسی حالت میں "جوازِ فاتحہ" کا دوٹک فتویٰ یہی ہوگا کہ بہر صورت چاہے بچے بھوک سے روتے رہیں اور بیمار کھانے کے لئے ترستے رہیں مگر فاتحہ خوانی سے پیشتر انھیں کھانا نہ دیا جائے۔

صورتِ مذکورہ کے مدنظر نیز بعض مصالح دینیہ کے سلسلے میں ہم نے موجودہ رسومات و بدعات پر ضربِ کاری لگائی ہے، ہم نے کھانے پینے کے مسنون طریقہ کو پہلے جائز رکھا ہے پھر بعد میں اطمینان سے ایصالِ ثواب کی ترغیب دی ہے۔ لیکن آپ کو ہم کس شرح و بسط کے ساتھ سمجھائیں کہ اپنے مدعا میں کن کن خوبیوں کو ہم نے سمو دیا ہے اور ہمارے پیش کردہ مشورہ پر عمل پیرا ہونے میں کتنی سہولتیں ہیں اگر نصِ صریح و احادیثِ صحیحہ یا روشِ صحابہؓ یا ائمہ مجتہدینؒ کے استدلال سے آپ ہمارے نظریہ کو باطل

ثابت فرمائیں تو فوری طور پر ہم اپنی غلطی تسلیم کریں گے لیکن ہمارے اصول کو جب کہ علماء فضلاء ہند و پاک کی تقاریظ اس کی تصدیق کر چکی ہیں تو آپ کا بھی تسلیم کر لینا ہی مناسب و بہتر ہوگا۔

آیات قرآنی اور احادیث نبویؐ سے غلط نتائج اخذ کرنا

حکیم صاحب! قرآن و سنن نبویؐ کی افہام و تفہیم ہر زید و بکر کا کام نہیں ذَالِكَ فَضْلُ اللّٰهِ يُؤْتِيْهِ مَنْ يَّشَاءُ آپ کا قرآن و حدیث فہمی کا معیار بس اسی سے ظاہر ہو رہا ہے کہ آیاتِ کلام پاک کا بے محل استعمال کر کے بدعتِ مروجہ کو فروغ دینے کی کوشش فرمائی ہے اور احادیثِ شریفہ کیساتھ بھی یہی معاملہ کیا گیا ہے۔ شانِ نزول کیا ہے؟ مقصدِ نزولِ قرآن کیا ہے؟ حدیثِ رسولؐ کا کیا منشاء ہے؟ اگر ان امور سے آپ واقف ہوتے تو چھیاسٹھ صفحات اپنی ذہنی قلابازیوں سے سیاہ نہ فرماتے۔

مولانا ذرا غور تو فرمائیے کہ ایک حدیث میں افہام و تفہیم کا کتنا بیّن فرق نظر آتا ہے۔ دورِ صحابہؓ ہے، بعض لوگوں نے کہا کہ میّت کو عذاب میں مبتلا کیا جاتا ہے جب کہ اس کے اہلِ خانہ اس کی موت پر رو رہے ہوں، جب حضرت عائشہ صدیقہؓ نے یہ بات سُنی تو سختی کے ساتھ تردید فرمانے لگیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے کہنے کا مطلب یہ نہیں تھا، یہاں ارشادِ حضورؐ یہ تھا کہ تم رو رہے ہو، اور میّت ادھر عذاب میں ہے، اٹھو جاؤ، یہ رونے کا کا وقت نہیں اس کی تجہیز و تکفین و مغفرت (ایصال ثواب) کا سامان کرو۔

اسی طرح فاضل مؤلف بھی مختلف آیاتِ قرآنی و احادیث رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے غیر مرادی اصول و ضوابط کو ثابت کرنے کی سعی نامشکور

فرما رہے ہیں۔

خاردار شاخ کا راہ سے ہٹانا طبیب صاحب! جس روایت کا تذکرہ آپ نے درج کیا ہے اُس سے تو ہمارا مدعا ثابت ہو رہا ہے یعنی کھانا کھلانا جس طرح ایک فعل ہے اسی طرح خاردار شاخ کو راہ سے ہٹانا یہ بھی ایک فعل ہے پس کارِ خیر ہونے میں ہر دو کی مطابقت پائی جاتی ہے۔ جس حدیث کو آپ نے اپنا مدعا ثابت کرنے کے لئے پیش فرمایا ہے اسی سے ہمارا اصول صاف صاف دکھائی دیتا ہے یعنی پہلے غربار مستحقین وغیرہ کو کھانا کھلادیا جائے انصاف میں نگاہیں اس کو تاڑ لیتی ہیں کہ تکلیف دہ اشیاء کو راہ سے دور کرنے میں مفادِ عامہ کو ملحوظ رکھا گیا اگر اس سلسلہ میں تاخیر برتی جائے تو ظاہر ہے کہ کسی بھی انسان کو نقصان سے دوچار ہونا پڑے گا۔ پھر کھانا پہلے کھلادینے میں کس خرابی کا امکان ہے؟ کھلانے سے خدمتِ خلق ہوتی ہے، بھوک کی تکلیف سے نجات ملتی ہے۔

فاتحہ خوانی میں رنگ برنگ کے پکوان ماہ بماہ جناب والا! آپ کا یہ نظریہ کس قدر کج فکری کا مظاہرہ کر رہا ہے کہ اقسام والوان کے پکوان، فاتحہ میں ہر ماہ پکانے سے غربار کی خدمت ہوتی ہے۔ معاف کیجئے قوم کے غربار کو گداگری کی طرف نہ لے جائیے کیا فاتحہ ہی کے کھانے سے قوم کی مفلسی دور ہو گی؟ زکوٰۃ جو ایک اہم فریضہ دین ہے۔ اس مشروع امر کی طرف بھی توجہ فرمائیے۔ قوم کے اندر افلاس کا قلع قمع کرنے کی فکر کیجئے نہ کہ اشاعتِ بھیک؟ دوسروں کے چند ٹکڑوں پر نظر کرنے سے بہتر ہے کہ اَلفَقرُ فَخرِیْ پر عمل کیا جائے۔

ناظرین کرام! یہ چند سطور "تردید جواز فاتحہ" کے بارے

میں لکھی گئی ہے ؎

گر قبول افتد زہے عز و شرف

بدعتی کشفِ وکرامات

(۱) ناظرین کرام! مصنف "جواز فاتحہ" نے صفحہ ۵۰ پر "فاتحہ کا صحیح طریقہ" کے ثواب رسانی کے صحیح اور اٹل طریقہ پر بے جا وغیر ضروری اعتراض کیا ہے اور پھر اُن ہی باتوں کو تسلیم بھی کر لیا ہے مثلاً:۔

(الف) پیسہ، کپڑا، اناج وغیرہ خیرات کر دینے کے بعد ہی ثواب رسانی صحیح ہے۔

(ب) ثواب رسانی کے لئے اشیاء جمع کرتے ہی ثواب مل جاتا ہے۔

(ج) کھانا کھلانے سے پہلے کھانے پر فاتحہ پڑھنے سے آدھا ثواب اور کھلانے کے بعد آدھا ثواب مل سکتا ہے۔

(ملاحظہ ہو "جواز فاتحہ" ص ۵۲)

عزیزانِ ملت! عقل سلیم سے انصاف کریں کہ جب پیسہ، کپڑا، وغیرہ خیرات کر دینے کے بعد ہی ثواب رسانی صحیح ہے تو کھانا بھی کھلانے کے بعد ہی کیوں صحیح نہیں ہوتا؟ اس کے صحیح ہونے میں کون سے پہاڑ اور سمندر حائل ہو جاتے ہیں! کھانے پر فاتحہ پڑھنے سے آدھا ثواب کھلانے کے بعد آدھا ثواب ملنا کون سی حدیث اور دلیل سے ثابت ہے؟ پھر ثواب رسانی کے لئے اشیاء جمع کرتے ہی ثواب مل جاتا ہے تو کھانے پر فاتحہ پڑھنے کی کیا ضرورت باقی رہ جاتی ہے، مکرر محتاج غور ہے، صد آفریں صاحب

مصنف کی لیاقت اور قیاس آرائیوں پر۔ اپنے داؤ میں آپ ہی شکست کھائی ہے۔ بمصداق ؎

خود آپ اپنے دام میں صیاد آگیا

لہٰذا "جواز فاتحہ" کی قصہ گوئی و فریب آرائی کا آخر نتیجہ یہ نکلا کہ جس چیز کا ثواب بخشنا منظور ہو اس چیز کو سامنے رکھنے کی ضرورت نہیں، پھر جواز فاتحہ کے صفحہ ۵۱ پر اُلٹی، قے، پیشاب پائخانہ کی جو مثالیں دی ہیں وہ ان کے علم و اخلاق کا آئینہ ہیں۔

(۲) اور مؤلف "حقیقتِ فاتحہ" صفحہ ۹ پر لکھتے ہیں کہ شرعاً فاتحہ پڑھنا فرض واجب نہیں صرف مستحب مندوب ہے، اور صفحہ ۱۲ بارہ پر رقم طراز ہیں کہ :۔

"ہاں یہ اعتقاد کہ فاتحہ پڑھے بغیر طعامِ فاتحہ یعنی (فاتحہ کا کھانا کھلانا درست نہیں یا ایسا ثواب قبول نہیں ہوتا تو یہ عقیدہ قطعاً نادرست و قابل اصلاح ہے نیز فاتحہ کے سلسلے میں اور بھی ایسی باتیں رائج ہوگئی ہیں جو ہر آئینہ قابلِ اصلاح ہیں۔"

اور صفحہ ۲۷ پر لکھتے ہیں کہ :۔

حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے جنگ تبوک وغیرہ میں کھانے کی چیزیں سامنے رکھ کر ہاتھ اٹھا کر کچھ دعا پڑھی، ہم اس کو فاتحہ کہتے ہیں۔

پھر صفحہ ۲۸ پر بیان کرتے ہیں کہ :۔

"حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو جو دعا کرنی تھی کی، ہم جو دعا کرنا چاہیں کرتے ہیں یعنی کھانا سامنے رکھ کر فضیلت والی سورتیں، سورۂ فاتحہ، اخلاص اور درود پڑھتے ہیں اور ثواب یوں پہنچاتے ہیں کہ یا اللہ اس قرأتِ قرآن اور

طعام کا ثواب جو کھلانے کے بعد مجھ کو ملے گا فلاں کی روح کو پہنچا دے. اسی کا نام فاتحہ ہے۔

مصنّف مزاج حضرات! کتاب "حقیقتِ فاتحہ" کے بیان کردہ جملوں کو ملاحظہ فرمائیے کہ مصنّف کھانا کھلانے کے بعد ہی ثواب ملنے کا قائل ہے اور "جوازِ فاتحہ" کی ترکیب اور عقیدے کو قطعًا نادرست و قابلِ اصلاح لکھتے ہیں اور مصنّف "جواز فاتحہ" اس کے بالکل خلاف ہے۔

ناظرین کرام اس کا صحیح فیصلہ کرلیں کہ کون حق پر ہے. مزید یہ کہ مصنّف "حقیقتِ فاتحہ نے کھانے پر فاتحہ پڑھنے میں ایک بہترین گل کھلایا ہے (جو باعثِ حیرت ہے) کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو برکت کے لئے جو دعا کرنی تھی کی، ہم کھانے پر فاتحہ مروجہ پڑھتے ہیں۔

اس قول سے اصل بات نہایت واضح ہوگئی کہ پیغمبرؐ کی برکت والی نیت اور دعا الگ تھی، ان بدعتیوں کی فاتحہ خوانی کی نیّت اور دعاء الگ ہے، پھر قیاسِ فاسد سے دونوں کو ایک بتانا عمدًا جھوٹ جہالت، فریب دہی و گمراہی کے سوا کچھ نہیں۔

ڈاکٹر تھرمامیٹر سے حرارت دیکھتا ہے، کپتان قطب نما سے جہاز رانی کا راستہ دریافت کرتا ہے، اس کے برخلاف تھرمامیٹر سے کپتان اور قطب نما سے ڈاکٹر کام نہیں کرسکتا، مگر عاشقانِ بدعت احکام خداوندی اور احادیثِ نبویؐ کے خلاف اپنی من گھڑت باتوں کو دین میں داخل کرنے کی بے جا کوشش اور ہٹ دھرمی کررہے ہیں اسی لئے ایسے بدعتیوں کا شمار قطب نما سے ڈاکٹری اور تھرمامیٹر سے

کپتانی کرنے، گز سے تولنے اور ترازو سے ناپنے والے عقلمندوں میں ہوگا۔

(۳) "صوفیہ کی فاتحہ کا اصل طریقہ" کتاب کے نام سے ظاہر ہے کہ یہ کتاب عامۃ المسلمین کے لئے مفید نہیں صرف بدعتی صوفیہ کے لئے ہے۔ صفحہ ۲۵ پر لکھا گیا ہے کہ:۔

آج کل ایک کتاب "فاتحہ کا صحیح طریقہ" بازاروں میں فروخت ہو رہی ہے جس کے مؤلف قاضی اسماعیل بنگنوری ہیں۔ پہلے چند صفحوں میں بہترین عقائد لکھے گئے ہیں۔ صفحہ ۳۰ "فاتحہ کا صحیح طریقہ"، شرک و بدعت کو مٹانے والا ہے۔ آپ کے تحریر کردہ "فاتحہ کا صحیح طریقہ" بہت سے مضامین اور حل طلب مسئلوں کا خلاصہ ضرور ہے آپ نے تمام مسلمانوں کو بیدار کرنے اور غلط رسومات کو ترک کر کے صحیح راستہ پر گامزن کرنے میں کوئی کسر نہیں چھوڑی ہے اگر آپ فاتحہ کی کتاب کو فاتحہ ہی تک محدود رکھتے تو کیا خوب تھا تحسین و آفریں کے مستحق تھے۔ مگر افسوس ہے کہ تم نے مسلمانوں کو گالیاں دی ہیں یعنی بدعتی، قبر پرست، جھنڈے پرست، دجّال، مشرک وغیرہ لکھا ہے اس کے علاوہ عرس محرم کرنے والوں کو اور اولیاء اللہ کو مشکل کشا سمجھ کر اُن سے مدد مانگنے، یارسول اللہ، یا غوث کا نعرہ لگانے اور پیغمبر صلّی اللہ علیہ وسلّم کو غیب داں سمجھنے والوں کو خلاف شرع ناجائز حرام، اور شرک و بدعت بتایا ہے۔ یہ باتیں تمہارے ہمارے درمیان فرق کرنے والی ہیں اگر تم اپنے عقائد وغیرہ درست کرنا چاہو تو بریلوی حضرات کی کتب کا مطالعہ کرو،،

جواب:۔ یہ کہ تم نے ہمارے عقائد و مسائل اور غلط رسومات کی اصلاح وغیرہ مضامین کا برزور اعتراف کیا ہے تو پھر تمہارے یہ تمام بے جا اعتراضات

اس اعتراف میں جذب ہو گئے ہم نے کسی کو گالی نہیں دی ، احکامِ شرع پر چلنے اور نہ چلنے والوں کے متعلق شریعت میں چند القاب مقرر ہیں جو شخص جو عمل کرتا ہے ان القاب سے منسوب کیا جاتا ہے۔ مثلاً مومن مسلمان بدعتی فاسق فاجر، مشرک کافر وغیرہ ۔ایسے بے جا اعتراضات کے چند جوابات ایڈیشن ہذا میں بریلوی حضرات کی کتب سے ہی اخذ کر کے شریک کئے گئے ہیں ٹھنڈے دل سے ملاحظہ فرمائیں ۔

بریلوی حضرات نے خود آپ جیسے خلافِ شرع بدعتیوں کو بدمذہب جاہل ، کتا ، گناہ گار ، دوزخی ، فاسق ، مشرک ، کافر وغیرہ القاب سے سرفراز فرمایا ہے ، اپنی چھری ، اپنے گلے پر اور خود اپنے اقوال سے بریلوی حضرات وہابی ، نجدی ہو گئے ہیں ، یہ آپ کا اپنا زندہ کرشمہ ہے ؛ بچھو کی خصلت کب بدلتی ہے جو اہل بدعت کی بدلے گی ۔ اسی لئے یہ حضرات علماءِ دینِ حق پر غیر ضروری اعتراضات کرتے رہتے ہیں ۔ اَللّٰھُمَّ لَا تَجْعَلْنَا مِنْھُمْ ۔

قابلِ غور جملے

(۱) لوگ رجب کے کونڈے اور فاتحہ ، نیازوں میں ایسے توہمات شامل کرتے ہیں جن کو فاتحہ سے دور کا بھی تعلق نہیں ہے ۔

(جواز فاتحہ صفحہ ۵۹)

(۲) فاتحہ کے سلسلہ میں ایسی باتیں رائج ہو گئی ہیں جو ہر آئینہ قابلِ اصلاح ہیں ۔ (حقیقت فاتحہ ص۱۲)

(۳) کتاب " فاتحہ کا صحیح طریقہ " میں غلط رسومات کی اصلاح میں کوئی کسر نہیں چھوڑی ۔ (صوفیہ کی فاتحہ کا اصل طریقہ ص۳۰)

لیکن "فاتحہ کا صحیح طریقہ" افراط و تفریط سے پاک، حق کا حامل ہونے سے اس کی اصلاحی کوششوں کے متعلق مخالفین کو بھی ماننا پڑتا ہے ٹھیک ہے جہاں حق ظاہر ہوتا ہے وہاں سے باطل روپوش ہو جاتا ہے۔ بدعتی علماء، جو عوام الناس کو دھوکہ دیا کرتے تھے وہ دن گذر گئے۔ اب بفضل تعالیٰ آج کل کے اکثر عوام بھی حق و باطل میں تمیز کرنے لگے ہیں اور عقل سے کام لے کر ان بدعتیوں کی قلابازیوں اور گمراہ کن قیاس آرائیوں سے اور جعل ساز افترا پردازیوں سے واقف ہو کر اُن کے دامِ فریب سے دور بھاگنے لگے ہیں۔

اَللّٰھُمَّ احْفَظْنَا مِنْ شُرُوْرِ اَنْفُسِنَا وَمِنْ سَیِّئَاتِ اَعْمَالِنَا۔

خادمِ دین و شریعت
قاضی سید اسمٰعیل بنگنوری
ضلع چتوڑ آندھرا پردیش
مؤلف کتاب "فاتحہ کا صحیح طریقہ"

ماہ رجب ۱۳۸۳ھ

ضمیمہ سوالات و جوابات

مرتبہ:۔ جناب مولوی محمد الیاس خانصاحب حیدر آبادی

سوال:۔ فاتحہ مروجہ کسے کہتے ہیں؟

جواب:۔ فاتحہ مروجہ کی تعریف یہ ہے کہ نماز کے بعد ختم دعاء کیساتھ ہی امام کا بلند آواز سے "الفاتحہ" کہنا اور امام و مقتدیوں کا سورۂ فاتحہ ایک بار، سورۂ اخلاص تین بار اور درود شریف کا ایک بار پڑھنا اور اسی طرح بعد نمازِ عیدین و تراویح و جنازہ و نکاح اور ہر رسم و مجلس میں دعا سمجھ کر اور کھانے پینے کی چیزیں روبرو رکھ کر اس پر مذکورہ سورتوں کے پڑھنے کو فاتحہ مروجہ کہتے ہیں۔ یہ نو ایجاد طریقہ نہ قرآن و حدیث میں ہے نہ صحابہؓ و تابعینؒ کے آثار میں ملتا ہے، نہ ائمہ فقہاء و صلحاء نے اس کا ذکر کیا ہے اور نہ وہ بزرگ اس طریقۂ عمل کے عامل رہے ہیں، حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے کسی خاص دعاء و کسی خاص سورت اور وظیفہ کو امت کے لئے معین و مقرر نہیں فرمایا (سوائے تسبیح فاطمہؓ کے)[1]۔ متعدد دعاؤں کو ہر فردِ مسلم کی پسند اور مرضی پر چھوڑ دیا ہے۔ اب اگر کوئی امام بعد ختم نماز دعا کے ساتھ ہی "الفاتحہ" پڑھے تو اس خود ایجاد رسم سے صاف ظاہر ہے کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی دی ہوئی وسعتِ آزادی کو سلب کر کے

---

[1] ہر نماز فرض کی سنتوں کے بعد ۳۳ بار سبحان اللہ، ۳۳ بار الحمد للہ اور ۳۴ بار اللہ اکبر کا وظیفہ پڑھنے کو تسبیح فاطمہؓ کہتے ہیں جس کی تلقین حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے بی بی فاطمہؓ کو فرمائی ہے۔

امام صاحب تمام نمازیوں کو فاتحہ مروجہ کے پابند بنانا چاہتے ہیں یہ عمل درست نہیں بدعت ہے۔

اہم سوال: سورۂ فاتحہ واخلاص اور درود شریف پڑھنے کی فضیلت احادیث سے ثابت ہے تو فاتحہ مروجہ میں ترتیب کے ساتھ پڑھنے سے کیوں منع کیا جاتا ہے؟

جواب: سورۂ فاتحہ، اخلاص اور درود شریف کی فضیلت اپنے مقام پر مسلمہ ہے اور بصورتِ نماز یا فرداً فرداً ان سورتوں کا یا قرآن شریف کے کسی بھی حصہ کی تلاوت کرنا باعثِ ثواب، سعید و مبارک ہے۔ اس سے کسی اُمتی کو انکار نہیں۔ مگر فاتحہ مروجہ کے لئے ان ہی سورتوں اور درود کی خاص ترتیب کو اپنے طریقہ پر تعین کر کے اس کو معمول بنا لینا اور دوسروں کو اس کا پابند بنانا ضروری اور جز و دین قرار دینا درست نہیں بلکہ بدعت اور قابلِ ترک ہے۔

حضور صلّی اللہ علیہ وسلّم اور صحابہ کرامؓ تابعین و تبع تابعینؒ اور ائمہ فقہاء ان سورتوں کی فضیلت کو ہم سے زیادہ جانتے تھے مگر وہ بزرگ فاتحہ کے لئے ان سورتوں کا پڑھنا مقرر نہیں فرماتے تھے صدیوں کے بعد آج کل کے بدعتی فاتحہ مروجہ کو مستحب قرار دیتے ہیں اور اپنی دانست میں سمجھتے ہیں کہ حضور صلّی اللہ علیہ وسلم نے حقِ رسالت ادا کرنے میں فاتحہ مروجہ کی ترکیب نہ بتائی جس کو ہم نے کامل کر دیا نَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنْ ذَالِكَ۔

سوال: فاتحہ مروجہ کو بدعت نہیں بلکہ مستحب و مستحسن عمل بتلایا جاتا ہے لہٰذا مستحب کی تعریف اور امور مستحسنہ کی پابندی علماءِ احناف

کے نزدیک کیسی ہے اس کی وضاحت کی جائے ؟

جواب: وہ کام جس کی فضیلت شریعت سے ثابت ہو مگر اس کے کرنے میں ثواب ہوتا ہے اور نہ کرنے میں گناہ نہیں ہوتا اسکو مستحب (نفل) کہتے ہیں، لیکن فاتحہ مروجہ نہ فرض ہے نہ واجب ہے نہ سنّتِ مؤکّدہ ہے کہ اس کے نہ کرنے سے دین میں کوئی حرج عظیم لازم آئے گا فقہائے حنفیہ رحمہم اللہ تعالیٰ نے اس کی یہاں تک وضاحت کردی ہے کہ اگر کسی مباح یا مستحسن چیز کے ساتھ لوگ جب واجب کا سا معاملہ کرنے لگیں تو وہ چیز واجب الترک ہو جاتی ہے اس لحاظ سے جب فاتحہ مروجہ کو لوگ مستحب عمل سمجھ کر اس کی پابندی کرنے لگیں اور اس کو جزو دین بنانے کی کوشش کریں تو باعتبار ارشادات علماء احناف یقیناً قابل ترک ہے۔

اہم سوال: بعض علماء یہ بتاتے ہیں کہ حضرت محمد صلّی اللہ علیہ وسلّم نے کھجور، دودھ، روٹی کو اپنے سامنے رکھ کر پہلے اس پر فاتحہ مروجہ پڑھی تھی، لبعد ازاں صحابہؓ میں تقسیم فرما دیا تھا لہذا ہم بھی جن چیزوں کا ثواب بخشنا چاہتے ہیں اُن ہی چیزوں کو روبرو رکھ کر فاتحہ پڑھتے ہیں کیا ان علماؤں کا یہ عمل از روئے شریعت درست ہے ؟

جواب: جو علماء کھانا وغیرہ روبرو رکھ کر پہلے اس پر فاتحہ مروجہ پڑھنے پر اصرار کرتے ہیں اور اس کے ثبوت میں جو روایات و تاویلات اور قیاس آرائیاں پیش کرتے ہیں وہ سب کے سب تارِ عنکبوت سے بھی کمزور ہیں۔ ایک بھی قابلِ تسلیم نہیں، احادیث کی رد سے جیسا کہ مسلم کی حدیث دَعَا بِالْبَرَکَةِ کے الفاظ ہیں اُس سے صاف

ظاہر ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم وقت ضرورت کھانے پینے کی مختصر چیزیں
روبرو رکھ کر ان میں برکت کے لئے دعاء فرماتے تو اللہ جل شانہ اتنی
برکت اور اضافہ فرما دیتا کہ سیکڑوں صحابہؓ کھا پی لیتے اور کھانا باقی رہ جاتا
یہ پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کے معجزے تھے۔ اس سے کسی مسلمان کو انکار
نہیں۔ لیکن حضور صلعم نے ثواب رسانی کیلئے کھانے پینے کی چیزیں روبرو
رکھکر عود و اگر بتی جلا کر اس پر نہ کبھی فاتحہ پڑھی ہے اور نہ حکم دیا ہے۔ اگر
ایسا ہوتا تو سنّتِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے شیدائی صحابہ کرامؓ جن کی
شان مبارک میں رَضِیَ اللّٰہُ عَنْھُمْ وَرَضُوا عَنْہُ آیتِ کریمہ نازل ہوئی
ہے وہ اور تابعین، تبع تابعین وغیرہ فاتحہ مروجہ کے ضرور عامل ہوتے اور
کتب احادیث وفقہ میں جا بجا اس کا ذکر ہوتا ایسا تو کہیں ثابت نہیں،
اس کے باوجود جو علماء معجزانہ برکت کی دعا کو اپنے قیاس فاسد سے کھینچ
تان کر فاتحہ مروّجہ پر چسپاں کرتے ہیں۔ یہ ان کی کم علمی۔ کم فہمی کی دلیل
ہے یا پھر دینی دشمنی ضد، ہٹ دھرمی، خودغرضی اور مکر و فریب سے
عوام میں اپنا بدعتی راج قائم کر کے جھوٹی عزّت سے زندگی بسر کرنے
کا طریقہ اور گورکھ دھندا بنانا چاہتے ہیں۔

سوال:۔ بدعتِ شرعی سے کیا مراد ہے۔

جواب:۔ بدعتِ شرعی سے مراد ہر وہ چیز ہے جس کا ثبوت ادلّہ اربعہ
شرعیہ (۱) قرآن شریف (۲) حدیث شریف (۳) اجماع امّت (۴) قیاس
مجتہدین میں یا قرون ثلاثہ (یعنی (۱) حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا زمانہ (۲) تابعین
کا زمانہ (۳) تبع تابعین کا زمانہ) میں نہ ہو لیکن پھر بھی لوگ اس کو دین
کی بات ہی سمجھتے ہوں، جیسے زیارت، چہلم، عرس، کھانا و شرینی وغیرہ

سامنے رکھ کر فاتحہ مروّجہ کو پڑھنا وغیرہ۔

سوال: بعض علماء نے بدعت کی کئی قسمیں کرکے فاتحہ مروّجہ زیارت (پنجہ) جھنڈے، کونڈے، دسواں، بیسواں، چہلم، عرس کو اور شیرینی کھانے وغیرہ پر فاتحہ پڑھنے کو بدعتِ حسنہ میں داخل کیا ہے، کیا یہ صحیح ہے؟

جواب: پہلے یہ بات ذہن نشین کر لیجئے کہ ارشاد نبی صلّی اللہ علیہ وسلّم كُلُّ بِدْعَةٍ ضَلَالَةٌ (مسلم) یعنی ہر بدعت گمراہی ہے۔ کے مطابق کوئی بدعتِ حسنہ وسیئہ نہیں۔ اسی حدیث شریف کی تشریح میں ابن عمرؓ نے ہر بدعت کو گمراہی کہا ہے اگرچہ لوگ اس کو بدعت حسنہ سمجھیں۔

اب جن علماء نے بدعت کی تقسیم حسنہ وسیئہ سے کی ہے وہ اصطلاح شرع کے لحاظ سے نہیں بلکہ لغوی معنی کے اعتبار سے کی ہے۔ یاد رہے کہ بعض الفاظ کے معنی دو قسم کے ہوتے ہیں ایکؔ لغوی دوسرےؔ اصطلاحی

مثال کے طور پر لفظ مسجد ہی کو لے لیجئے۔

لغت میں مسجد کے معنی سجدہ کرنے کی جگہ کو کہتے ہیں اور اصطلاحی معنی شرع میں اور عام طور سے اس گھر کو کہتے ہیں جو مسلمانوں نے عبادت کے لئے بنایا ہو، بالکل اسی طرح لفظ بدعت کے بھی دو معنی ہیں۔ ایکؔ لغوی معنیٰ یعنی "نئی چیز" (ہر اس کام کے ہیں جو نیا نیا کیا گیا ہو۔ اور اس سے پہلے اس پر عمل نہ ہوا ہو) جیسے نیا کام، نیا لباس، نیا مکان وغیرہ۔ مگر اس لغوی معنی کے اعتبار سے لفظ

"بدعت" کا استعمال ممنوع نہیں، اسی بنا پر اُن علماء نے بدعت کی پانچ قسمیں کی ہیں جیسے حسنہ واجبہ مباحہ، مکروہ، محرمہ۔

اب لفظ بدعت کے دوسرے اصطلاحی معنیٰ ہیں۔ یعنی شریعت میں اس کی تعریف یہ ہے کہ ("دین میں حصولِ ثواب کے لئے اپنی طرف سے کوئی ایسی چیز ایجاد کی جائے کہ آخرکار وہ جزدِ دین بن جائے جس کا ثبوت قرآن و سنّت، صحابہ واجماعِ امت اور قرونِ ثلاثہ سے نہ ملے تو ایسا کام یا عمل بدعتِ شرعیہ میں داخل ہوگا") اور یہ بدعتِ شرعیہ ہمیشہ ہمیشہ کے لئے حرام ہے یہ سیئہ ہی ہوتی ہے کبھی حسنہ نہیں ہوتی۔

پس اس لحاظ سے جو لوگ زیارت، چہلم، عرس وغیرہ اور فاتحہ مروجہ بعد نماز فجر و عصر، جمعہ و عیدین و جنازہ اور بعد تراویح و نکاح اور شیرینی و کھانے وغیرہ پر اور اسی طرح ہر رسم و مجلس میں دعا سمجھ کر فاتحہ پڑھنے کو ضروری سمجھتے ہوئے بدعتِ حسنہ بلا کسی دلیل متذکرہ بالا دلائل اربعہ کے باطل بات کو درست کہتے ہیں وہ عوام فریبی اور بدعتِ ضلالہ ہے۔

سوال:۔ تراویح باجماعت، جمع قرآن، قرآن مجید کا موجودہ رسم الخط اعراب، رکوع کا اندراج، ترتیب احادیث قیام دینی مدارس، طباعتِ قرآن و دینی کتب مذہب و فقہ، تعمیر مساجد و پل وغیرہ پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں نہیں تھے، یہ سب بعد کی ایجاد شدہ ہیں، تو ان پر کیوں نکیر نہیں کی جاتی، صرف فاتحہ مروجہ، چہلم، برسی، عرس وغیرہ کو بدعت ناقابلِ عمل کہا جاتا ہے، کیا یہ درست ہے؟

جواب :۔ نماز تراویح حضور صلّی اللہ علیہ وسلّم کے زمانہ میں پڑھی جاتی تھی اور جماعت کے ساتھ پڑھی جاتی تھی لیکن حضور صلّی اللہ علیہ وسلّم نے باجماعت مداومت نہیں فرمائی حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اپنے زمانہ میں اس طریقۂ مسنونہ کو ہمیشہ کے لئے جاری کر دیا ۔ یہ لغوی معنی میں نعم البدعۃ (بدعت حسنہ) ہے ۔ شرعی اصطلاح میں "بدعت" نہیں جیسے رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلم نے ضلالت فرمایا ، اب جو حضرات نعم البدعۃ (بدعت حسنہ) کے لغوی معنیٰ کو ایک کلیہ قرار دیکر دین میں اپنی طرف سے ہر اضافہ زیادتی اور احداث کو جائز اور حسنہ قرار دیتے ہیں اور دلیل میں حضرت عمرؓ کے قول کو پیش کرتے ہیں کہ آپ نے جماعت نمازِ تراویح پر "بدعت حسنہ" فرمایا ہے یہ درست نہیں ۔ جو لوگ ایسا کہتے ہیں تو صاف ظاھر ہے کہ حضرت عمرؓ جیسے متبع سنّت وجلیل القدر صحابی کی شان میں بڑی گستاخی کرتے ہیں ۔ جانشین رسولؐ خلیفہ راشد کے حکم پر بدعت کا اطلاق ہو ہی نہیں سکتا ؟ اس لئے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا کوئی طریقہ ، کوئی اجتہاد ، کوئی عمل بدعتِ شرعی نہیں ان کے طریقے پر چلنا تو حکمِ رسولؐ صلعم کا اتباع ہے ملاحظہ ہو ارشادِ رسول صلعم ۔

عَلَيْكُمْ بِسُنَّتِيْ وَسُنَّةِ الْخُلَفَاءِ الرَّاشِدِيْنَ الْمَهْدِيِّيْنَ (الحدیث)

میری اور میرے خلفاء ہدایت یافتہ کی سنّت اختیار کرلو ہدایت مل جائے گی ۔

اس سلسلہ میں اہل تحقیق بیان کرتے ہیں کہ نعم البدعۃ (بدعت حسنہ) کے الفاظ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے نہیں بلکہ راوی کے ہیں (جو اکثر

احادیث میں اپنی طرف سے الفاظ لکھ دیا کرتے ہیں) ملاحظہ ہو کتاب "نمازِ تراویح کی تحقیق" مصنف مولانا فضل اللہ صاحب سابق پروفیسر جامعۂ عثمانیہ شعبۂ دینیات و عربی حیدرآباد دکن آندھراپردیش۔

دیگر اُمور مذکورۂ بالا، دین میں آسانی و سہولت کے لئے ایجاد کئے گئے ہیں جن کی ضرورت و اہمیت اور حلت پر خلفائے راشدین، صحابۂ کرامؓ، تابعین، تبع تابعینؒ، ائمہ مجتہدینؒ، اور اجماعِ اُمت سب کے سب متفق ہیں۔ اس لئے کہ یہ تمام چیزیں اور اسی قسم کی دوسری چیزیں تائید دین ہیں نہ کہ عین عبادت۔ جیسے نماز روزہ، تلاوت قرآن مجید جس قدر دین میں سہولتیں ضروری تھیں وہ سب قرونِ ثلاثہ میں نکل چکی ہیں۔ خیرالقرون کے بعد بلادلیل صرف قیاس آرائیوں سے اختراع و ایجاد کر کے دین میں داخل کرنے والی رسوم بدعتِ حسنہ نہیں ہوتیں۔ مثلاً فاتحہ مروّجہ، عرس، چہلم، محرم کے میلے وغیرہ ایسی بدعتی رسوم یقیناً قابلِ ترک ہیں۔ اب جو لوگ ٹیلیفون، ریڈیو، ریل، موٹر، ہوائی جہاز وغیرہ نئی نئی ایجاد کردہ چیزوں کی مثالیں دے کر اپنی بدعتی باتوں کو ثابت کرنا چاہیں اُس سے اُن کے علم و عقل کا پتہ چلتا ہے ان آلات سے دین کو کچھ تعلق نہیں اور شریعت میں ان آلات کا جائز استعمال مفید ہے منع نہیں۔

سوال ۱: نمازِ چاشت اور دوگانۂ اذان کے تعلق سے حضرت عائشہؓ و بلالؓ نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو کبھی نمازِ چاشت و دوگانۂ اذان پڑھتے ہوئے نہ دیکھا تھا لیکن یہ صحابہ پابندی کے ساتھ

ادا کرتے تھے آخر اس کو بدعت کیوں نہیں کہا جاتا ؟ اسکی وضاحت کی جائے ؟

جواب :۔ حضور صلّی اللہ علیہ وسلّم اور صحابہؓ سے جن اعمال کا مسنون ہونا ثابت ہو جائے ان کو تو زیادہ سے زیادہ کوشش کر کے عمل میں لانا چاہئے سنن و مستحبات کی حتی الوسع (مقدور بھر) مداومت اور پابندی کو تمام امّت نہ صرف مباح بلکہ نہایت پسندیدہ قرار دیتی ہے لیکن واضح رہے کہ اس کو فرض و واجب کا درجہ نہیں دیا جاتا مقررہ نوافل میں حضور صلّی اللہ علیہ وسلّم نے تہجد کے علاوہ نمازِ چاشت کی بھی بڑی فضیلتیں اور برکتیں بیان فرمائی ہیں، اور امّت کو اس کی بھی بہت ترغیب دی ہے لیجئے ہم صحاحِ ستّہ کی کتاب "ترمذی" سے ہی نمازِ چاشت کو ثابت کرتے ہوئے اس کی فضیلت بیان کرتے ہیں۔

حدیث قدسی (یعنی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلّم نے اللہ کیطرف سے بیان فرمایا) ہے کہ ہر بندہ کو اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے کہ اے فرزندِ آدم! تو بس اتنی ذمہ داری لے لے کہ دن کے شروع حصّے میں (یعنی صبح چاشت کے وقت) چار رکعت نماز میرے حضور ادا کیا کریں اس کی وجہ سے دن کے ختم ہونے تک تیرے لئے کفایت کروں گا۔ (رواہ احمد والترمذی عن ابی ذرؓ وابی الدرداءؓ)

اور دوسری حدیث رواہ ترمذی عن ابی ہریرۃ رضی اللہ عنہ کہ جو بندہ چاشت کے وقت کی دو رکعتیں برابر ادا کیا کرے اس کے گناہ بخش دئے جائیں گے اگرچہ سمندر کے جھاگ کے

برابر کیوں نہ ہوں پس معلوم ہوا کہ پہلی حدیث میں چار اور دوسری میں دو رکعتوں کا ذکر کیا گیا اور دیگر احادیث میں چھ، آٹھ اور طبری کی ایک روایت میں تو بارہ تک ہیں اگر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو حضرت عائشہ رضؓ وغیرہ نے نمازِ چاشت پڑھتے نہ دیکھا ہو لیکن اس کی فضیلت سن کر ہی آپ نمازِ چاشت پابندی کے ساتھ پڑھا کرتے تھے۔ اسی طرح دوگانہ اذان کے بارے میں ترمذی کی روایت ہی سے ثابت ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ عمل بھی پسند تھا لیکن حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے خود کبھی نہ کیا، چنانچہ حضرت عائشہ رضؓ ہی کے اس ارشاد سے کہ:-

"آپ بہت سی چیزوں کو پسند فرماتے تھے لیکن اس پر اس لئے عمل نہیں کرتے تھے کہ کہیں اُمّت پر فرض نہ ہو جائے"۔

اب اہلِ انصاف خود غور فرمائیں کہ نمازِ چاشت و دوگانۂ اذان بدعت کیسے ہوا۔

سوال:- فاتحہ کے لئے کسی عملِ خیر کی نیّت کرتے ہی ثواب پہنچ جاتا ہے یا نہیں؟

جواب:- عملِ خیر کے بعد نیت کرنے سے ثواب پہنچتا ہے، بغیر عمل کے نیّت کرنے سے ثواب پہنچ جانا طفلانہ خیال ہے۔ اگر کوئی نماز و روزے کی نیّت کر لے مگر ادا نہ کرے تو کیا ثواب مل گیا یا اگر کوئی مٹھائی کی دکان پر فاتحہ پڑھ دے تو کیا ثواب مل گیا؟ تعمیر مکان کی نیّت کر لینے اور جمع شدہ اینٹ، سمنٹ، پتھر کو کوئی صاحبِ عقل عمارت کہہ سکتا ہے؟ لیکن بدعت پسند حضرات

بغیر ثبوتِ شرعیہ کے ایسی باتوں کو درست خیال کر کے عوام سے داد تحسین حاصل کرنا چاہتے ہیں، لہٰذا ان حضرات کی باتوں پر دھیان نہ دینا چاہیئے۔

اہم سوال:۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا قبر پہ ڈالی لگانے سے عذابِ قبر کم ہونا ثابت ہے، ہم حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے پسندیدہ خوشبودار پھول ڈالتے ہیں تو عذابِ قبر کیوں کم نہ ہوگا؟

جواب:۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا کسی قبر پر ڈالی لگانے سے عذابِ قبر کم ہونا آپؐ کے دستِ مبارک کی تاثیر اور خاص دعاء کی برکت تھی، آپ تو پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کے خلاف ہری شاخ کے عوض عقیدت و تکریم کی نیّت سے پھول چڑھا رہے ہیں اور اپنے دستِ فضیلت سے ڈالے ہوئے پھول عذابِ قبر سے بچانے کا اعتقاد بھی رکھتے ہیں۔ آفریں ہے اپنی خود ساختہ خوش خیالی پر ؎

چہ نسبت خاک را با عالم پاک

بدعتیوں نے عرس، محرم کے میلے منانے، قبروں پر پھول و صندل مالی کرنے اور اہلِ قبور سے منّت مُرادیں مانگنے اور کھانوں پر فاتحہ پڑھنے کو جزوِ دین بنا کر بدعتی سانچے میں ڈھال لیا ہے اور عوام کو ان چیزوں کا پابند بنانا چاہتے ہیں۔ بدعت بُری چیز ہونے سے ہر زمانے کے علماءِ دین اس کو روکتے آرہے ہیں، کتب شاہد ہیں مگر بدعتی غدّار الملّت نت نئی بدعات جاری کرتے ہیں اور عوام کو فریب دہی سے گمراہ کرنے کے علاوہ فرقہ بندی اور فتنہ وفساد کا دروازہ کھول رہے ہیں۔ اللہ تعالیٰ ایسے بدعتیوں سے ضرور مواخذہ لیں گے۔

سوال:۔ بعض علماء اپنے کتب و رسائل میں لکھتے ہیں کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کا چار پرندوں کو ذبح کر کے اُن کے مختلف اعضاء کو پہاڑوں پر رکھ کر بلاتے ہی پرندوں کا بالترتیب زندہ ہو کر ان کے پاس آجانا، اور حضور صلی اللہ علیہ وسلّم کا جنگِ بدر کے مقتولین کفار سے کچھ فرمانا اور شبِ معراج میں حضرت موسیٰ علیہ السلام کا حضور انور صلّی اللہ علیہ وسلّم سے ملاقات کر کے پچاس رکعت نمازوں میں کمی کرانا وغیرہ آیات اور احادیث و فقہ سے ثابت ہے۔ اس سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ مُردے زندہ ہیں۔ زندوں کی آواز سنتے سمجھتے ہیں، دیکھتے بات کرتے، چلتے پھرتے ہیں، اور زندوں کی مدد کرتے ہیں، لہٰذا ہمارا مُردوں سے مدد مانگنا غلط نہیں، پوری امید کے ساتھ مُردوں سے مدد مانگی جا سکتی ہے مُردے ضرور ہماری مدد کرتے ہیں وغیرہ کیا یہ استدلال صحیح ہے؟ کیا مُردے ہماری آواز سنتے ہیں؟ کیا مُردے ہماری مدد کرتے ہیں؟ عام فہم و تفصیلی جواب دیجئے۔

جواب:۔ جن کتب و رسائل میں مُردوں کے لئے ہماری آواز سننے اور مدد کرنے کے جواز کی طرزِ تحریر موجود ہوتی ہے اس میں جہالت سے زیادہ کذب و افتراء کا ثبوت ہوتا ہے، ایسے علماء کی عقل اور قرآن فہمی کی تعریف جتنی بھی کی جائے کم ہے۔ سماعِ موتیٰ و امدادِ موتیٰ میں جو قصص قرآن کریم پیش کرتا ہے اُن میں سے ایک سے بھی صراحتاً تو کیا اشارۃً بھی مُردے سننے اور مدد کرنے کی تائید نہیں ہوتی بلکہ دیگر آیاتِ قرآنی سے ان کی مخالفت ہی ہوتی ہے۔ اس قسم کی تفسیر بالکل تفسیر بالرائے ہے جس کے متعلق سخت وعید آئی ہے۔

قَالَ النبی صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ مَنْ فَسَّرَ القرآنَ برائہٖ فَلْیَتَبَوَّأْ مَقْعَدَہٗ مِنَ النَّارِ۔ (ترمذی)

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جس نے قرآن کی تفسیر اپنی رائے سے کی، اسکو چاہیئے کہ اپنا ٹھکانا جہنم میں بنالے۔

حضرت ابراہیم علیہ السلام کے سکونِ قلبی کے لئے، پرندے زندہ کرانے اور دوڑے چلے آنے کا واقعہ اس کی قدرتِ کاملہ کی بیّن دلیل ہے جیساکہ آیت کریمہ کے ختم پر ارشاد ہے۔

وَاعْلَمْ اَنَّ اللّٰہَ عَزِیْزٌ حَکِیْمٌ

پارہ ۳ رکوع ۳

یعنی اے ابراہیم علیہ السلام یقین رکھو اس بات کا کہ حق تعالیٰ زبردست ہیں اور حکمت والے ہیں۔

اس آیت سے یہ بات کہاں ثابت ہے کہ زندہ باختیارِ خود میّت کو سُنا سکتا ہے اور میّت سننے پر قادر ہے جیساکہ وہ حیاتِ دُنیوی میں تھی بلکہ ایسا عقیدہ خلافِ شرع باطل ہے اب جو لوگ استدلال کرتے ہیں کہ مُردے دیکھتے سنتے ہیں ورنہ مذبوح پرندے کیسے دوڑے چلے آتے لہٰذا مُردے لازمًا سُنتے ہیں؟ اگر یہی بات ہے تو پھر کہا جا سکتا ہے کہ سُننے، دیکھنے اور بولنے کی صلاحیت صرف کانوں اور آنکھوں ہی میں نہیں بلکہ ہر عضو میں موجود ہے کیونکہ قیامت کے دن ہر عضو اپنے عمل کی گواہی دے گا۔ اور کہا جا سکتا ہے کہ پتھروں میں بھی زبان ہے کیوں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے روبرو کنکریوں نے تسبیح پڑھی تھی، اسی طرح حضرت عُزیر علیہ السلام کے قرآنی واقعہ پر غور فرمائیں کہ اللہ تعالیٰ نے ایک شخص

کے اطمینانِ قلب کے لئے ایک سو برس تک اس کو مُردہ رکھ کر پھر زندہ اٹھا کر پوچھا کہ تو کتنی مدت مُردے کی حالت میں تھا؟ اس نے جواب دیا ایک دن یا اس سے کم رہا ہوں گا تب اللہ تعالیٰ نے فرمایا نہیں تو تو ایک سو سال تک مُردہ تھا۔ اپنے کھانے پینے کی چیزوں پر نظر کر نہ سڑی ہیں نہ گلی ہیں اور اپنے گدھے کو دیکھ بوسیدہ پڑا ہے۔ (البقرہ پ۳ رکوع ۳)

اس واقعہ سے خوب ظاہر ہے کہ مرنے والے کو اپنی موت کی خبر نہیں رہی اور اس سو برس کے عرصہ میں جو حالات دنیا میں گذرے اس کی بھی واقفیت نہیں مثلاً بادل کی گرج، بجلی کی کڑک، بارش کا برسنا، آندھیوں کا چلنا وغیرہ۔ مُردے کو کچھ بھی معلوم نہیں تھا۔

اسی طرح قرآنی قصۂ اصحابِ کہف پر بھی غور کر سکتے ہیں کہ کتنے برس وہ مُردوں کی طرح سو گئے تھے۔ ان کو دنیا کے حالات سے کچھ بھی خبر نہ تھی، پھر مُردے کیسے سنتے اور مدد کر سکتے ہیں ایسا عقیدہ فاسد و باطل ہے۔ اس کے متعلق نمونۃً چند قرآنی آیاتِ ذیل ملاحظہ فرمائیں:۔

(۱) اللہ تعالیٰ سورۂ نمل میں اپنے حبیب صلی اللہ علیہ وسلم سے فرماتے ہیں کہ:۔

اِنَّكَ لَا تُسْمِعُ الْمَوْتٰى — اے محمدؐ تم مُردوں کو سنا نہیں سکتے۔

(۲) اللہ تعالےٰ سورۂ فاطر میں فرماتے ہیں کہ:۔

وَمَآ اَنْتَ بِمُسْمِعٍ مَّنْ فِی الْقُبُوْرِ — اے محمدؐ تم ان لوگوں کو سنا نہیں

سکتے جو قبروں میں ہیں۔ (سورہ فاطر پ ۲۲)

تم تو صرف نیکیوں کو جنّت کی خوشخبری دینے والے اور بُروں کو دوزخ کے عذاب سے ڈرانے والے ہو۔

(۳) اور سورۂ فاطر رکوع ۳ میں ارشاد ہے کہ:۔

زندے اور مُردے برابر نہیں ہو سکتے یعنی زندہ، قریب کی آواز سن لیتا ہے، اور مُردے نہیں سُن سکتے۔

(۴) اور اللہ تعالیٰ سورۂ مؤمن میں فرماتے ہیں کہ:۔

اللہ کے سوا دوسروں کو پکارنا باطل جھوٹ ہے۔

حضرت عبداللہ ابن عباس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ پہلی اور دوسری آیتیں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا جنگِ بدر کے مقتولین کفار کی طرف مخاطب ہو کر عبرتاً مُردوں کو کچھ سُنانے کی نفی ہی میں وارد ہوئی ہیں، قدرت کا قانونِ عام ہی خدا کا ارشاد ہے کہ "مُردے زندوں کی آواز نہیں سنتے" بعض لوگ ان ہی دو آیتوں کے متعلق کہتے ہیں کہ یہ حقیقتاً مُردوں کے بارے میں نہیں ہیں، بلکہ کافروں دُبتوں سے متعلق ہیں، یہ محض ان کی کم فہمی اور لاحاصل نکتہ چینی ہے۔ اگر اللہ تعالیٰ نے اپنی قدرت سے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی باتیں مقتولینِ بدر کو سنا دی تھیں تو دیگر معجزات کی طرح یہ بھی ایک معجزہ تھا، اس سے مُردے کے سننے کی سند نہیں ہوتی، کیونکہ خلافِ عادت معجزے قدرت کے قانونِ عام کو نہیں بدل سکتے، جیسا کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کا آتشِ نمرود سے صحیح سلامت نکل آنا، اس قانونِ قدرت کو نہیں بدلتا کہ آگ جلانے والی ہے یا جس طرح کہ

حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا بغیر باپ کے پیدا ہونا اس قانونِ قدرت کو نہیں بدلتا کہ پیدائش کے لئے باپ کا ہونا ضروری ہے۔

اسی طرح بعض مُردوں تک اپنی بات پہنچا دینا حضور صلی اللہ علیہ وسلّم ہی کے ساتھ خاص ہوا جو اللہ کے قانون کو بدلنے والا نہیں خود اللہ تعالیٰ نے اسی طرح خاص استثناء کی گنجائش ان الفاظ میں ظاہر فرمائی کہ:۔

اِنَّ اللّٰهَ يُسْمِعُ مَنْ يَّشَاءُ ۔ تحقیق اللہ سُنا دیتا ہے جسکو چاہے

اور ٹھیک اسی کے بعد وَمَا اَنْتَ بِمُسْمِعٍ مَّنْ فِي الْقُبُوْرِ کے الفاظِ مبارک ہیں جس سے صاف معلوم ہو گیا کہ جس طرح اللہ تعالیٰ حضرت آدم علیہ السلام کو بغیر ماں باپ کے اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو بغیر باپ کے پیدا کر سکتا ہے، درخت اور کنکریوں کو زبان و آواز عطا فرما سکتا ہے اسی طرح جب چاہے کسی زندے کا کلام مُردے کو سُنا سکتا ہے، البتہ قانونِ عام یہی ہے کہ مُردے نہیں سُن سکتے اور دنیا کے سب سے افضل و برتر انسان حضرت محمّد صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے بھی قانونِ عام یہی ہے۔ وہی اس آیتِ ربّانی کے مخاطب ہیں، اللہ تعالیٰ کو سب کچھ اختیار ہے۔

لیکن ہمارے یہاں لوگ قبروں پر جاکر مرحوم بزرگوں سے عرض معروض کرتے ہیں ان سے مدد چاہتے ہیں انھیں اللہ کے یہاں سفارشی بنانے کی کوشش کرتے ہیں گویا انھوں نے (مُردوں) مرحوم بزرگوں کے سُن لینے کو محض ممکن نہیں بلکہ امرِ واقعہ مان لیا ہے اور اسی ماننے کے تحت وہ جملہ افعالِ شرکیہ کرتے رہتے ہیں۔

شبِ معراج میں حضرت موسٰی علیہ السلام اور دیگر پیغمبروں نے آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کی ملاقات اور گفتگو کا شرف حاصل فرمایا ہے اس سے قبروں کے مرحوم بزرگوں کے لئے زندوں کی آواز سُن لینے اور مدد کرنے کی سند نہیں ہو سکتی۔

غرائب فی تحقیق المذاہب میں ہے کہ حضرت امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ نے ایک شخص کو دیکھا کہ وہ مرحوم بزرگوں سے دُعا کرانے کے لئے اُن کی قبروں پر جاکر مہینوں سے عرض کرتا کرتا بیزار ہو گیا اور اُن کی بے التفاتی کا گلہ بھی اُن ہی سے کرنے لگا کہ کس لئے میری مدد نہیں کرتے کہ میں مہینوں سے تمہارے پاس آتا ہوں اور تم سے مخاطب ہوں، میرا سوال اس کے سوا کچھ نہیں کہ میں اپنے متعلق تم سے دُعا کرانا چاہتا ہوں کیا تم میری اس مخاطبت سے واقف ہو یا غافل؟ (گویا وہ انہیں صفاتِ ربّانی کا شریک نہیں سمجھ رہا بلکہ صرف التجائے دعا کر رہا تھا) امام صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے اس کی گفتگو کو سُنا اور فرمایا کیا تجھکو ان اہلِ قبور نے جواب دیا؟ اس نے کہا نہیں، یہ سن کر آپ نے فرمایا تجھ کو دوری ہو، تیرا مقصد کبھی پورا نہ ہو تو کیسے ان جسموں سے کلام کرتا ہے جو آواز سُن سکتے ہیں نہ جواب دینے اور مدد کرنے کی طاقت رکھتے ہیں اور نہ وہ کسی شے کے مالک ہیں، پھر بطور دلیل قرآن مجید کی یہ آیت پڑھ کر سنائی:۔

وَمَا أَنْتَ بِمُسْمِعٍ مَنْ فِي الْقُبُوْرِ۔	اور نہیں ہو تم سُنانے والے ان لوگوں کو جو قبر میں جا چکے۔

اس کے باوجود بھی جو حضرات یہ خیال کرتے ہیں کہ ہر مُردہ یا

بعض (نیک مُردے) یعنی مرحوم بزرگانِ دین ہماری بات سن لیتے ہیں تو یہ کھلی قرآن کی تردید و تکذیب ہے اور جو شخص یہ سمجھتا ہے کہ بغیر آواز کے دل میں مانگی ہوئی دُعا یا خطاب و ندا اللہ تعالیٰ کے سوا (خواہ نبی ہو یا ولی ہو یا کوئی بزرگ ہو) کسی کے علم میں آسکتی ہے تو وہ کھلے شرک میں مبتلا ہے۔

حضرت امام رحمۃ اللہ علیہ کی تعریف میں علاّمہ حسام الدین صاحبؒ فاضل حیدر آبادی لکھتے ہیں۔

جان و دل تجھ پہ ہو قربان امام اعظمؒ
تجھ سے مضبوط ہے ایمان امام اعظمؒ

علم کی تجھ سے بڑی شان امام اعظمؒ
فقہ میں تجھ سے پڑی جان امام اعظمؒ

آپ کے فقہ کا ہر مسئلہ ہے تحتِ حدیث
جاہلوں کو نہیں پہچان امام اعظمؒ

ناظرین کرام! زیرِ بحث آیات و احادیث اور فقہ کے عقائد و اعمال سے ایمان کو مضبوط و منوّر بنانا چاہیئے ہم احناف حضرت امام اعظمؒ کے مذکورہ قرآنی قول کو حرزِ جان بنائیں ورنہ مولانا حسام الدینؒ کے قول ہی سے پھر ہمارا شمار حق و باطل کی تمیز نہ کرنے والے جاہلوں میں ہو جائے گا۔ اور حنفی کہلانے کے مستحق نہ ہوں گے، اللہ تعالیٰ کا حکمِ عام بھی یہی ہے کہ ہر آدمی اپنی ضرورت اور مصیبت میں اللہ جل شانہ، ہی کو پکارے اور اسی سے مدد مانگے اسی کو سمیع و بصیر جانے اور انبیاء و اولیاء کرام کو کسی بھی درجہ میں اُس کا شریک نہ کرے، اللہ کے سوا دوسروں کو پکارنے اور مدد مانگنے والے مشرک اور قابلِ عذاب ہوں گے۔

بھائیو! روزِ محشر جب کہ اللہ تعالیٰ پوچھے گا کہ نادانو! نمازوں میں

اِیَّاکَ نَسْتَعِیْنُ پڑھتے تھے اور مشکل پر ہماری بجائے انسانوں (انبیاء و اولیاء کرام و مرحوم بزرگوں) کو پکارتے تھے۔ تم نے ہماری مقرر کردہ حدوں کو توڑ دیا اور ہمارے عابدوں کو معبود بنا لیا؟ یعنی انسانوں نے بعض بزرگوں کو دستگیری و امداد کے لئے غائبانہ پکارا اور یہ سمجھا کہ یہ بزرگ اپنی قبروں میں ہماری آواز سُن لیں گے اور مدد کریں گے۔

قرآن پاک میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ یہی بزرگ ہوں گے جو قیامت کے دن کہیں گے کہ ہم نے اِن مشرکوں کو اپنی الوہیت و کارسازی اور دستگیری کا کوئی سبق نہیں دیا تھا۔

اس قدر مضبوط، ایمان افروز، فولادی دلیلوں کے باوجود بعض شرک پرور، قبر پرست، خود غرض، گمراہ کن علماء قرآن و حدیث کے اصلی معنیٰ و مطلب کو توڑ مروڑ کر اپنے مطلب کی باتیں گھڑ کر بے شرع تحریروں اور تقریروں سے عرس و محرم کے میلے اور گانے بجانے کے جلسے منانے قبر والے نیک مُردوں (مرحوم بزرگوں) کو پکارنے اور مدد مانگنے کی پُرزور ترغیب و تعلیم دیکر عام مسلمانوں کو گمراہ کر رہے ہیں، اللہ جل شانہٗ ایسے مارِ آستین رہزنانِ دین کی شیطانی دھوکہ بازی اور مکر و فریب سے ہم تمام مسلمانوں کو بچا کر حق پر چلنے کی ہدایت عطا فرمائے۔ آمین ثم آمین۔

وَآخِرُ دَعْوَانَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ وَسَلَامٌ عَلَی الْمُرْسَلِیْنَ

خادم العلماء حقہ

احقر محمد الیاس خاں عفرلہٗ

سعید آباد (کرماگوڑہ) حیدرآباد دکن (آندھرا پردیش)

کھانا سامنے رکھ کر اس پر ختم دینا

(ماخوذ ــــ از راہِ سنت)

صحیح احادیث سے یہ امر ثابت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کھانے پر بسم اللہ بھی پڑھی ہے اور بطور برکت اور دُعا کے مختلف کھانے کی چیزوں پر قرأت بھی کی ہے۔ اور چیزوں میں اضافہ کیلئے بھی اشیاء کو سامنے رکھ کر ان پر دُعائیں پڑھی ہیں۔ یہ تمام امور محلِ نزاع سے خارج ہیں جھگڑا صرف اس امر کا ہے کہ میّت کیلئے ایصالِ ثواب کے طور پر جو کھانا دیا جاتا ہے اس پر بھی کچھ پڑھنا صحیح ہے؟ اور کیا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اور حضرات صحابہ کرامؓ نے ایسا کیا ہے؟ اس کا آسان اور صحیح جواب صرف یہ ہے کہ ایسا کرنا ہرگز ثابت نہیں ہے بلکہ یہ بدعت ہے چنانچہ فتاوٰی سمرقندیہ میں ہے کہ:۔

قراۃ الفاتحہ والاخلاص و الکافرون علی الطعام بدعۃ (الجنہ ص۱۵۵) — سورۂ فاتحہ اور اخلاص اور کافرون کا طعام پر پڑھنا بدعت ہے۔

مولانا عبدالحی صاحبؒ کے فتاوٰی میں ہے:۔

سوال:۔ فاتحہ مروجہ حال یعنی طعام را روبرو نہادہ دست برداشتہ بچیزے خواندن چہ حکم دارد؟

جواب:۔ ایں طور مخصوص نہ در زمان آنحضرت صلّی اللہ علیہ وسلّم بود نہ در زمان خلفاء بلکہ وجودِ آں در قرونِ ثلاثہ کہ مشہود لہا بالخیر اند منقول نشدہ

وحالا در حرمین شریفین زادہما اللہ شرفا عادت خواص نیست و اگر کسے ایں طور مخصوص بعمل آورد آں طعام حرام نمی شود بخوردنش مضائقہ نیست وایں را ضروری دانستن مذموم است الخ (مجموعہ فتاوی ج ۳ ص ۷۷)

اور مولوی احمد رضا خان صاحب لکھتے ہیں کہ:۔

"وقت فاتحہ کھانے کا قاری کے پیش نظر ہونا اگرچہ بیکار بات ہے مگر اس کے سبب سے وصولِ ثواب یا جواز فاتحہ میں کچھ خلل نہیں۔

(الحجۃ الفائحہ ص ۱۶)

مشہور بریلوی عالم مولوی محمد صالح صاحب کھانا سامنے رکھ کر اس پر پڑھنے کے متعلق لکھتے ہیں کہ "یہ رسم سوائے ہندوستان کے اور کسی اسلامی ممالک میں رائج نہیں" (انتہیٰ بلفظہٖ تحفۃ الاحباب ص ۱۲۲)

جب یہ امر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور حضرات صحابہ کرام ؓ بلکہ خیر القرون سے ثابت نہیں ہے اور حضرات فقہاء کرام اس کو بدعت کہتے ہیں اور بقول خانصاحب بریلوی یہ بے کار بات ہے اور بقول مولوی محمد صالح صاحب ہندوستان کے بغیر کسی اسلامی ملک میں یہ رسم جاری اور رائج نہیں، تو اس کو ضروری سمجھنا اور اہل السنت اور حنفیت کی علامت قرار دینا اور نہ کرنے والوں کو وہابی کہنا اور ملامت کرنا، یہ کہاں کا انصاف اور دیانت ہے ؟ بلکہ قرینِ قیاس وانصاف یہی بات ہے کہ ہندوستان میں یہ رسم ہندوؤں سے ماخوذ ہے وہ کھانے پر بید پڑھتے تھے اور کلمہ گو مسلمان قرآن پڑھتے ہیں وہاں پنڈت یہ کام کرتے تھے اور یہاں حافظ جی اور میاں جی یہ کاروائی کرتے ہیں۔

مفتی احمد یار خان لکھتے ہیں کہ کھانے کو سامنے رکھ کر دعا کی تو کونسی خرابی

ہے، اسی طرح قبر کے سامنے کھڑے ہو کر دعا پڑھتے ہیں۔ (جاء الحق صفحہ ۲۵۴)

مگر اس پر مطلقاً غور نہ کیا کہ جنازہ اور قبر کو سامنے رکھ کر دعا کرنے کا آنحضرت صلّی اللہ علیہ وسلّم اور حضرات صحابہ کرامؓ سے ثبوت ہے۔ لیکن ایصالِ ثواب کیلئے کھانا سامنے رکھ کر اس پر کچھ پڑھنے کا ہرگز ثبوت نہیں ہے بلکہ یہ بدعت ہے اور بقول خانصاحب بیکار بات ہے۔ اور بدعت بے کار اور لایعنی کام میں ضرور حرج ہوتا ہے۔ حضرت علیؓ سے یہ روایت نقل کی گئی ہے کہ بیکار امر اور فعل عبث حرام ہوتا ہے اور شاہ عبدالعزیز صاحبؒ کا یہ حوالہ نقل ہو چکا ہے کہ " ہر چیز کہ براں ترغیب صاحبِ شرع و تعیین وقت نبا شد آں فعلِ عبث است و مخالفِ سنّتِ خیر الانامؐ و مخالفِ سنّت حرام است پس ہرگز روا نہ باشد" (فتاویٰ عزیزی ج ۱ صفحہ ۹۸)

چٹائی اور بھوڑی بچھانا

جب کسی کا کوئی عزیز و قریب فوت ہو جائے تو اسکی تعزیت کرنا اور صبر کی تلقین کرنا مسنون امر ہے مگر صرف اسی حد تک جس تک شریعتِ حقّہ سے ثابت ہے۔ مسجد میں ہو یا گھر میں، تین دن تک تعزیت کی اجازت ہے لیکن گلیوں اور کوچوں میں اور گھروں کے سامنے بیٹھنا اور چٹائیاں اور دریاں وغیرہ بچھا کر حقّہ سلگا کر بیٹھ جانا یہ تمام امور بدعات ہیں ان سے اجتناب اشد ضروری ہے۔ چنانچہ امام فخر الدین عثمان بن علی الزیلعی الحنفیؒ (المتوفی ۷۴۳ھ) لکھتے ہیں کہ:-

ولا بأس بالجلوس لها الى ثلاثة ايام من غير ارتكاب محظور من	تعزیت کیلئے تین دن بیٹھنے میں کوئی مضائقہ نہیں لیکن اس کے لئے خاص

فرش البسط والاطعمة من اهل المیت لانها تتخذ عند السرور۔
(تبیین الحقائق ص۲۴۶ جلد۱ طبع مصر)

اہتمام سے چٹائی اور دری نہ بچھائی جائے کیونکہ یہ امر ممنوع ہے اور نہ میت کے اہل سے کھانا تناول کیا جائے اسلئے کہ یہ باتیں خوشی کیوقت کی ہیں نہ کی غمی کی

اور فتاویٰ ہندیہ میں ہے کہ:۔

ولاباس لاھل المصیبة ان یجلسوا فی البیت او المسجد ثلاثة ایام والناس یاتونھم ویعزونھم ویکرہ الجلوس علی باب الدار وما یفعل فی بلاد العجم من فرش البسط والقیامُ علی قوارعِ الطریق من اقبح القبائح۔
(عالمگیری جلد ۱ ص۱۶۷ طبع مصر)

اہلِ مصیبت کیلئے مسجد میں یا گھر میں تین دن تک لوگوں کی تعزیت کیلئے بیٹھنا کوئی حرج کی بات نہیں لوگ آئیں اور تعزیت کر کے چلے جائیں اور مکروہ ہے کہ وہ گھر کے دروازہ پر بیٹھیں اور ملک عجم کے شہروں میں جو یہ کاروائی کی جاتی ہے کہ لوگ چٹائیاں اور دریاں بچھاتے ہیں اور راستوں کے درمیان بیٹھ جاتے ہیں تو یہ قبیح ترین حرکت ہے۔

اور شیخ عبدالحق محدث دہلوی لکھتے ہیں کہ:۔

" ونشستن بردر ، یا برراہ برائے عزا مکروہ است اشد کراہت از جہت بودن آں عملِ جاہلیت (الی ان قال) کہ تعزیت کہ بایں کیفیت کہ الآن متعارف است وددرایام متعددہ کنند نبود" (شرح سفر السعادت ص۲۷۳)

ان عبارات سے بخوبی یہ امر ثابت ہو جاتا ہے کہ تعزیت کے لئے جو طریقہ آج کل اختیار کیا جاتا ہے کہ گلیوں میں اور دروازوں پر چٹائیاں اور دریاں بچھا کر تعزیت کیلئے بیٹھتے ہیں۔ یہ قبیح ترین حرکت ہے اور اشد مکروہ ہے۔

کیونکہ اہل جاہلیت کی رسم ہے اور حضرات سلف صالحینؒ میں یہ طریقہ ہرگز رائج نہ تھا۔ علاوہ بریں جو لوگ نماز جنازہ میں شریک ہوئے ہوں، انکے لئے تعزیت کا کوئی مسئلہ نہیں ہے۔ جنازہ پڑھنے کی وجہ سے میت کا حق ادا ہوگیا، اِلّا یہ کہ کوئی بزرگ ہستی اور صاحب اثر شخصیت ہو جو اہلِ میّت کو صبر کی تلقین کرنے کی غرض سے دوبارہ حاضر ہو تو الگ بات ہے۔

مولوی محمد عمر صاحب نے مقیاسِ حنفیت ص۵۱۶، ۵۱۷ میں جس روایت سے بھوڑی کا ثبوت پیش کیا ہے وہ صرف مولوی محمد عمر صاحب کا ہی کام ہے۔ اس روایت میں اشارۃً بھی بھوڑی کا ذکر نہیں ہے اور نہ اسکا بھوڑی سے دُور کا واسطہ ہے۔ محض تعزیت کی روایت سے مولوی محمد عمر صاحب کا بھوڑی پر ثبوت مہیا کرنا سراسر باطل ہے

فائدہ :۔ میّت کے لئے ہاتھ اٹھا کر دعا مانگنا بھی جائز ہے چنانچہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے رفع یدیہ ثم قال اللھم اغفر لعبید ابی عامرؓ بخاری ص۶۱۹ ج۲ ومسلم ص۳۰۳ ج۲ حضرت عبید ابو عامرؓ کے لئے ان کی وفات کی خبر سنکر ہاتھ اٹھا کر انکے لئے دعا مانگی تھی۔

حضرت شاہ محمد اسحاق صاحبؒ (المتوفی ۱۲۶۲ھ) فرماتے ہیں کہ تعزیت کے وقت ہاتھ اٹھا کر دُعا کرنا ظاہراً جائز ہے الخ (مسائل اربعین ص۳۴) اور قبر پر بھی ہاتھ اٹھا کر دعا مانگنا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے ثابت ہے۔

(دیکھئے مسلم جلد ۱ ص۳۱۳ و اصابہ فی تذکرۃ الصحابہ ص۲۱۸ ج۲)